REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۳ — شمارہ ۱۱

ولقد نصرکم اللہ ببدر و انتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

شرح چندہ

سالانہ ۱۰۰ روپے

بیرونی ممالک

بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پونڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن

بذریعہ بحری ڈاک:- دس پونڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن۔

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

۴ شوال ۱۴۱۴ ہجری — ۱۷ امان ۱۳۷۳ ہش — ۱۷ مارچ ۱۹۹۴ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۱۴ مارچ (ایم۔ ٹی۔ اے) سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

ہندوستانی وقت کے مطابق ٹھیک پونے چار بجے حضور انور نے اسلام آباد ٹلفورڈ میں نمازِ عید الفطر پڑھائی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ بعد ازاں حاضرینِ عید میں سے ہر ایک کے پاس خود جاکر شرفِ ملاقات بخشا۔

احبابِ جماعت پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، خصوصی حفاظت اور مقاصدِ عالیہ میں کامیابی کے لئے دعائیں جاری رکھیں۔

ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان سے اٹھا دو

ارشاداتِ عالیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ومہدی معہود علیہ السلام

"تم یاد رکھو کہ اگر خدا تعالیٰ کے فرمان میں تم اپنے تئیں لگاؤ گے اور اس کے دین کی حمایت میں ساعی ہو جاؤ گے تو خدا تمام رکاوٹوں کو دور کر دے گا۔ اور تم کامیاب ہو جاؤ گے۔ کیا تم نے نہیں دیکھا کہ کسان عمدہ پودوں کی خاطر کھیت میں سے ناکارہ چیزوں کو اکھاڑ کر پھینک دیتا ہے۔ اور اپنے کھیت کو خوشنما درختوں اور بار آور پودوں سے آراستہ کرتا اور ان کی حفاظت کرتا ہے اور ہر ایک ضرر اور نقصان سے ان کو بچاتا ہے مگر وہ درخت اور پودے جو پھل نہ لاویں اور گلنے اور خشک ہونے لگ جاویں ان کی مالک پرواہ نہیں کرتا کہ کوئی مویشی آکر ان کو کھا جاوے یا لکڑہارا ان کو کاٹ کر تنور میں ڈال دیوے۔ سو ایسا ہی تم بھی یاد رکھو اگر تم اللہ کے حضور میں صادق ٹھہرو گے تو کسی کی مخالفت تمہیں تکلیف نہ دے گی۔ پر اگر تم اپنی حالتوں کو درست نہ کرو اور اللہ تعالیٰ سے فرمانبرداری کا ایک سچا عہد نہ باندھو تو پھر اللہ تعالیٰ کو کسی کی پرواہ نہیں ہزاروں بھیڑیں اور بکریاں روز ذبح ہوتی ہیں پر ان پر کوئی رحم نہیں کرتا۔ اور اگر ایک آدمی مارا جاوے تو کتنی باز پرس ہوتی ہے۔ سو اگر تم اپنے آپ کو درندوں کی مانند بیکار اور لاپرواہ بناؤ گے تو تمہارا بھی ایسا ہی حال ہوگا۔ چاہیئے کہ تم خدا کے عزیزوں میں شامل ہو جاؤ۔ تاکہ کسی وبا کو یا آفت کو تم پر ہاتھ ڈالنے کی جرأت نہ ہو سکے کیونکہ کوئی بات اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر زمین پر ہو نہیں سکتی۔ ہر ایک آپس کے جھگڑے اور جوش اور عداوت کو درمیان میں سے اٹھا دو کہ اب وہ وقت ہے کہ تم ادنیٰ باتوں سے اعراض کر کے اہم اور عظیم الشان کاموں میں مصروف ہو جاؤ۔"

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۶۶ - ۲۶۸)

خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۱ مارچ ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

میرا یہ پیغام ہے کہ اذان کی آواز سن کر گھروں سے مساجد کی طرف چل پڑیں اور باجماعت نماز ادا کریں

ہم ہی وہ خوش نصیب ہیں جن کے دور میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سو سالہ تاریخ دہرائی جا رہی ہے

میں آپ کو دعوت الی اللہ کیلئے بلاتا ہوں ایسے ہی دنوں میں دعوت الی اللہ کا کام شروع ہوا تھا

از سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن (ایم۔ٹی۔اے) تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ الجمعۃ کی آیت نمبر ۱ تا ۴ کی تلاوت کی اور فرمایا کہ ایک لمبے انتظار کے بعد رمضان میں جمعۃ الوداع آہی جاتا ہے۔ انتظار ان معنوں میں کہ جنہیں نماز۔ روزہ اور جمعہ کی عادت نہ ہو ان کے لئے سال بھر میں یہی ایک جمعہ ہے جو خوشیوں اور برکات کا پیغام لے کر آتا ہے جس کا وہ سارا سال انتظار کرتے ہیں کہ رمضان گزرنے کے ساتھ تمام پابندیوں سے چھٹکارا ملا۔ فرمایا ایک تصور اور ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے وہ یہ ہے کہ اس ماہ میں ہتھکڑیاں اور پابندیاں شیطان پر لگتی ہیں۔ اور مومن کے لئے جنت کی خوشخبری لے کر آتا ہے۔

حضور نے فرمایا یہ دو متضاد تصورات ہیں جو بڑی مدت سے رائج چلے آرہے ہیں۔ اور جمعۃ الوداع کے تقدس کے قصے بڑی دیر سے چل رہے ہیں۔ لیکن جمعۃ الوداع کے متعلق قرآن۔ حدیث اور سنت سے کہیں ذکر نہیں ملتا۔ البتہ آخری عشرہ کی برکتوں اور ہر ہفتہ آنے والے جمعہ اور پانچ نمازوں کے متعلق بڑی کثرت سے ذکر ملتا ہے۔ فرمایا دن میں پانچ مرتبہ آنے والی چیز کا اتنا ذکر قرآن میں ملتا ہے کہ کسی عبادت کا نہیں ملتا۔ اس لحاظ سے بڑی ہی بدنصیبی ہے کہ برکتوں کے خزانہ سے تو لوگ منہ پھیر لیتے ہیں اور اس دن کا انتظار کرتے ہیں جس کی کوئی اہمیت مذکور نہیں۔ فرمایا اس دن کثرت سے حاضر ہونے والے نمازیوں سے خدا توقع رکھتا ہے کہ روز مسجد میں حاضر ہو کر باجماعت نماز پڑھیں۔ یاد رکھیں حقیقی نجات خدا کی اطاعت میں ہے جو عبادت کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔ فرمایا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے باجماعت نماز ادا نہ کرنے والوں کے متعلق سخت ناراضگی کا اظہار کیا ہے۔

فرمایا جن تک میری آواز پہنچے میرا پیغام ہے کہ ہم پر پانچ وقت عبادت فرض ہے۔ جب اذان کی آواز پہنچے تو گھر کو چھوڑ کر مسجد کی طرف چلا جائے۔ جو توفیق نہیں پاتا وہ جہاں ممکن ہو باجماعت نماز پڑھے خواہ دوستوں اور عزیزوں کو ساتھ شامل کرنا پڑے۔

(باقی صفحہ ۱۱ پر)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

تبصرے

(۱)

نام کتاب : "کسرِ صلیب"
مؤلف : محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد ایم۔ اے۔ شاہد امام مسجد فضل لندن و مربی انچارج جماعت ہائے احمدیہ انگلستان۔
شائع کردہ : نظارت اشاعت۔ ربوہ۔ پاکستان۔
تاریخِ اشاعت : ۱۹۹۱ء

تقریباً ۔ ۲۵۴ صفحات پر مشتمل بہترین ٹائیٹل، عمدہ کتابت، آفسیٹ طباعت والی یہ کتاب جو ابھی حال ہی میں منظرِ عام پر آئی ہے، محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد کی کاوش و فکر کا نتیجہ ہے۔ اس کا مختصر تعارف بزبانِ مؤلف یہ ہے کہ "جب خاکسار نے جامعہ احمدیہ سے شاہد کا امتحان پاس کیا تو اس غرض سے ایک مقالہ سپردِ قلم کرنے کا موقعہ ملا جس کا موضوع تھا "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا علمِ کلام (عیسائیت کے ردّ میں)"۔

اِس مقالہ کے متعلق جب سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں سلسلہ کے تین جیّد علماء (جن کا آخر پر ذکر ہے) کی مؤقر آراء پیش ہوئیں تو حضور انور نے ازراہِ شفقت فرمایا کہ یہ مقالہ فوری طور پر شائع کروایا جائے نیز اس کا انگریزی عربی اور ترکی زبانوں میں ترجمہ بھی کروایا جائے۔

یہ کتاب آٹھ ابواب پر مشتمل ہے۔ **باب اوّل** میں علم کلام کا عمومی تعارف کرایا گیا ہے۔ **باب دوم** میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا عیسائیت کے ردّ میں علم کلام اور آپؑ کے علم کلام کی بارہ[۱۲] خصوصیات پر تفصیلی بحث کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کے متعلق سات ضروری امور پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ **باب سوم** میں "اسلامی توحید" اور "اسلام کا پیارا خدا" کے عنوان پر مختصر وضاحت کرتے ہوئے توحید کے حق میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ پانچ دلائل درج کئے گئے ہیں۔ **باب چہارم** میں مسیحی تثلیث کا تعارف کرانے کے بعد تثلیث کی تردید میں کاسرِ صلیب سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ اٹھارہ باطل شکن دلائل پُر زور طرزِ بیان کے ساتھ تحریر کئے گئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر دل بے اختیار یہ گواہی دیئے بغیر نہیں رہتا کہ لاریب آپؑ ہی پیشگوئی یکسر الصّلیب کے حقیقی مصداق ہیں۔ اِس کتاب کے **باب پنجم** میں تردیدِ الوہیتِ مسیح کی اہمیت اور ان کے اُصول پر جامع بحث کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے تردید الوہیتِ مسیح سے متعلق بیان فرمودہ تیئیس[۲۳] قوی دلائل بالترتیب درج کئے گئے ہیں۔ ان دلائل سے ثابت کر دیا گیا ہے کہ — "سچ یہی ہے کہ یسوع ابنِ مریم نہ خدا ہے نہ خدا کا بیٹا ہے"۔[۱] یہ دلائل ببانگِ دہل یہ اعلان کرتے ہیں کہ — "اب وقت آگیا ہے کہ انسان پرستی کا شہتیر ٹوٹ جائے"۔[۲]

باب ششم میں کفارہ کی تعریف، کفارہ کی حیثیت اسلام میں، مسیحی کفارہ نیز مسیحی کفارہ کی چھبیس[۲۶] بنیادی غلطیوں پر روشنی ڈالنے کے بعد تردیدِ کفارہ کی اہمیت اور اس کی تردید پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پیش کردہ پینتیس[۳۵] ٹھوس اور مسکت دلائل وضاحت کے ساتھ تحریر کئے گئے ہیں۔ جنہیں پڑھنے کے بعد ہر منصف مزاج شخص کفارہ کے بارہ میں اس کے سوا کچھ نتیجہ نہیں نکال سکتا کہ — "یہ عقیدہ غلطیوں کا ایک مجموعہ ہے"۔[۳]

باب ہفتم حضرت مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کی تردید سے متعلق ہے جس میں مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کی تردید کی اہمیت بیان کرتے ہوئے واقعۂ صلیب کی اصل حقیقت مختصراً قلمبند کرنے کے بعد مسیح علیہ السلام کی صلیبی موت کی تردید میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیان کردہ تیس[۳۰] لاجواب دلائل قرآن و حدیث، انجیل و عقل نیز متفرق براہین کی روشنی میں علی الترتیب پیش کئے گئے ہیں۔ یہ دلائل اتنے پختہ ثبوتوں کے ساتھ بیان کئے گئے ہیں کہ ایک معمولی عقل کا انسان بھی بآسانی سمجھ سکتا ہے کہ — "یہ جھوٹ ہے کہ مسیح صلیب پر مر گیا۔ اصل یہ ہے کہ وہ صلیب پر سے زندہ اُتار لیا گیا تھا"۔[۴]

باب ہشتم اختتامیہ ہے جس میں فاضل مؤلف نے ثابت کیا ہے کہ جہاں ایک طرف سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس خدا داد علمِ کلام کے نتیجہ میں کسرِ صلیب کا عظیم الشان معرکہ سر انجام پایا۔ تو دوسری طرف خدا کے اس رُوحانی پہلوان کے ہاتھوں غلبۂ اسلام کا ایسا شاندار آغاز ہُوا کہ اسلام کی دائمی اور عالمگیر غلبہ کی مستحکم بنیادیں قائم ہوگئیں۔

الغرض یہ کتاب ردِّ عیسائیت پر ایک بہترین کارنامہ ہے جو پڑھنے سے ہی متعلق ہے —!

خالدِ احمدیت محترم مولانا ابو العطاء صاحب جالندھری فاضل مرحوم اس کتاب کے بارہ میں فرماتے ہیں — "میری رائے میں یہ مقالہ نہایت کامیاب اور مدلّل ہے اس کا کوئی حصہ تشنہ نہیں ہے"۔

جیّد عالمِ سلسلہ محترم مولانا قاضی محمد نذیر صاحب لائلپوری مرحوم فرماتے ہیں:—
"مقالہ نگار کے اپنے قلم میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے کافی زور ہے۔ ترتیب کے لحاظ سے بھی مضمون نہایت مربوط ہے"۔

مفتی سلسلہ محترم مولانا ملک سیف الرحمٰن صاحب فاضل مرحوم کی رائے ہے کہ:—
"ماشاء اللہ بڑا جامع اور موضوع سے پورا پورا انصاف کرنے والا مقالہ ہے۔ اس مقالہ کی اشاعت ایک خاص کارنامہ ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ"۔

بزرگ علماءِ سلسلہ کی آراء کے بعد کوئی گنجائش باقی نہیں رہتی کہ اس کی افادیت کے بارہ میں مزید کچھ کہا جائے۔ اللہ تعالیٰ مؤلف موصوف کو اس عظیم کارنامہ کی بہترین جزاء عطا فرمائے اور اسے بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین ٭

(۲)

نام کتاب : "تبلیغی میدان میں تائیدِ الٰہی کے ایمان افروز واقعات"
مؤلف : محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن۔
شائع کردہ : مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی

ZENTRALE FUR DEUTSCHLAND
MITTELWEG 43 , 6000 FRANKFURT/M-70
GERMANY

جو ۱۴۴ صفحات پر مشتمل نہایت دیدہ زیب ٹائیٹل، کمپیوٹرائزڈ کتابت۔ آفسیٹ پرنٹنگ والی یہ کتاب محترم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن کی اس تقریر کی کتابی شکل ہے جو موصوف نے جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۹۱ء کے موقعہ پر بعنوان "تبلیغی میدان میں تائیدِ الٰہی کے ایمان افروز واقعات" فرمائی۔ مؤلف موصوف نے اس مضمون میں بوقتِ نظرِ ثانی بعض واقعات کا اضافہ بھی فرمایا ہے۔

اس کتاب میں موصوف نے نہایت دلنشین انداز میں تحریر فرمایا ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی جبکہ وہ بظاہر بے سروسامانی کی حالت میں تھے۔ خدا تعالیٰ نے غیب سے تائید و نصرت فرمائی اور حق کے مخالفوں کو نہ صرف نیست و نابود کیا بلکہ آئندہ نسلوں کے لئے انہیں نمونۂ عبرت بنا دیا۔ پھر دورِ آخرین کا ذکر نہایت ہی اچھوتے انداز سے فرماتے ہُوئے سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء عظام و صحابہ کرامؓ اور داعیان الی اللہ کے ایمان افروز واقعات اس عمدگی اور ترتیب سے بیان کئے ہیں کہ دل سے بے اختیار یہ صدا نکلتی ہے کہ خدایا ہم میں سے ہر ایک کو ان بزرگوں کی طرح دعوت الی اللہ کی توفیق عطا فرما۔ اور ہم بھی اپنی ذات میں تیری تائید و نصرت کے ایمان افروز نظارے مشاہدہ کریں۔ نفسِ مضمون کے ساتھ ساتھ اندازِ بیان اتنا مؤثر ہے کہ ہر جملہ دل میں گھر کر جاتا ہے۔ ان ایمان افروز واقعات میں بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کبھی بھی داعیین الی اللہ کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔ ہر میدان میں رُوح القدس کے ذریعہ اُن کی تائید و نصرت فرماتا ہے۔ اور اُن کی دُعاؤں کو بدرجۂ اولیٰ شرفِ قبولیت بخشتا ہے۔ عام قانونِ قدرت سے ہٹ کر اُن کے ساتھ سلوک فرماتا ہے۔ اُن کے وجود سے اپنے وجود کا ثبوت دیتا ہے۔ اور اُن کو اپنے وجود کا مظہر بناتا ہے۔ کتاب کے آخر پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے تبلیغ سے متعلق اہم ارشادات بھی درج ہیں جن میں دعوت الی اللہ کے دس اہم طریق بتائے گئے ہیں۔ احباب کو چاہیئے کہ یہ کتاب منگوا کر خود بھی پڑھیں اور دوسروں کو بھی اسے پڑھنے کی تلقین فرمائیں۔ داعیین الی اللہ کے لئے یہ کتاب ایک بہترین رہنمائے تبلیغ ہے۔ اور ان کے حوصلے بلند کرنے والی ہے۔ اور جو احباب تا حال دعوت الی اللہ میں حصہ نہیں لے رہے اُن کے اندر جذبۂ تبلیغ پیدا کرنے کے لئے یہ کتاب اکسیر سے کم نہیں ہے۔

بلا شبہ مؤلف موصوف نے یہ کتاب نہایت عرق ریزی اور محنتِ شاقہ سے مرتّب فرمائی ہے۔ احباب دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ محترم مولانا صاحب موصوف کو اس کی بہترین جزاء عطا فرمائے۔ آمین ٭

(محمد نسیم خان)

---

[۱]، [۲]، [۳]، [۴] حضرت مسیح موعود علیہ السلام۔

خطبہ جمعہ

کوئی زندگی کا شغل اور حرکت ایسی نہیں جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ذکر سے خالی ہوں تبھی اللہ نے آپ کو ذکراً رسولاً فرمایا

میں جماعت احمدیہ کو نصیحت کرتا ہوں کہ اپنی مجالس کو ذکر سے سجائیں

اپنے گھروں میں اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے کھانے کے اوقات میں، مہمانوں کی آمد پر مجالس کے دوران ضرور ذکر کیا کریں کیونکہ ذکر کے نتیجہ میں آپکی مجالس کو تقدس حاصل ہوگا

اپنی مسجد کو آباد رکھیں اسی میں آپکے مستقبل کی حفاظت ہے آپکے بچوں کیلئے کوئی ایسی دولت نہیں جو آپ پیچھے چھوڑ کر جائیں سوائے اس کے کہ آپ انہیں مسجدوں سے وابستہ کردیں

از سیدنا حضرت امیر المؤمنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ ۱۴ صلح / جنوری ۱۳۷۳ ہش / ۱۹۹۴ء بمقام مسجد فضل لندن

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت قرآنیہ کی تلاوت کی :

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ ○

(الزخرف : ۳۷)

پھر فرمایا :-

ذکرِ الٰہی پر جو خطبات کا سلسلہ جاری ہے اس سلسلے کی یہ کڑی ہے جس کے آغاز میں میں نے چند ایسی حدیثوں کا انتخاب کیا ہے جن کا تعلق ذکر نہ کرنے والوں سے ہے اور اس کے بعد پھر میں حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر کے آداب کے متعلق چند احادیث آپ کے سامنے رکھوں گا۔

آج کے اجتماعات کے سلسلے میں ایک اعلان ہے جو میں اس سے پہلے کرنا چاہتا ہوں۔ ضلع میرپور کا پانچواں جلسہ سالانہ آج منعقد ہو رہا ہے اور امیر صاحب ضلع کی درخواست ہے کہ ہمیں تمام دنیا کی جماعتیں خصوصیت سے یاد رکھیں۔

ذکر نہ کرنے والا گھاٹے میں ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا جو کوئی ایسی جگہ بیٹھا جس میں اس نے اللہ کا ذکر نہ کیا اس پر اللہ کی طرف سے حسرت ہوگی اور جو کوئی اس حال میں لیٹا کہ اس میں وہ اللہ کا ذکر نہیں کرتا اس پر اللہ کی طرف سے حسرت اور گھاٹا ہے۔

یہ ایک ایسی حدیث ہے جس کا برعکس یعنی حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم پر صادق آتا ہے کیونکہ آپ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی گھاٹے والا نہیں تھا۔ پس جب آپ فرماتے ہیں کہ کوئی ایسی جگہ بیٹھا جہاں ذکر نہیں کیا اس کے لئے گھاٹا ہے اور حسرت ہے تو یہ خیال ایک ذکر کرنے والے ہی کو آسکتا ہے۔ جب آپ فرماتے ہیں کہ جو چلا اور اس نے ذکر نہ کیا اس کے لئے گھاٹا ہے تو یہ خیال ایک ذکر کرنے والے کو ہی آسکتا ہے۔ جس نے یہ کہا کہ جو شخص اس حال میں لیٹا کہ اس نے ذکر نہیں کیا یہ خیال بھی صرف ذکر کرنے والے کو ہی آسکتا ہے ورنہ ہم میں سے کتنے ہیں جو اٹھتے بھی ہیں بیٹھتے بھی ہیں چلتے بھی ہیں سوتے بھی ہیں اور کتنا ہی اٹھنا بیٹھنا اور چلنا اور سونا ذکر سے خالی ہوتا ہے۔ پس وہ گھاٹے کا سودا جس کا اس میں ذکر ہے آج اس دنیا پر اس کا اطلاق ایسے رنگ میں ہو رہا ہے جیسے کبھی پہلے نہیں ہوا تھا۔ چنانچہ قرآن کریم نے جو یہ گواہی دی ہے

وَالْعَصْرِ ○ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ○

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

اس میں جو گھاٹے والا زمانہ بتایا گیا ہے حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فرمان سے یہ مسئلہ حل ہوا کہ کس چیز کا گھاٹا ہے کہ دنیا چلتے ہوئے بھی خدا کو بھولے رہتی ہے۔ بیٹھتے ہوئے بھی اس کو بھولتی ہے اُٹھتے ہوئے بھی بھولتی ہے۔ سوتے ہوئے بھی۔ سوتے جاگتے ہر حالت میں خدا کو بھولے ہوئے ہے صرف ایک ایسا موقع ہے جب دنیا کو خدا یاد آتا ہے یعنی جب مصائب انسان کو ہر طرف سے گھیر لیتے ہیں جب آفات سماوی اس پر آپڑتی ہیں جب طرح طرح کی تکلیفوں اور مصیبتوں میں مبتلا ہوتا ہے صرف وہ وقت ہے جس وقت انسان اللہ کو یاد کرتا ہے مگر ایسا یاد کرنا بیکار ہے کیونکہ وہ یاد خالصۃً نفس کی یاد ہے اللہ کی نہیں۔ حقیقت میں نام تو اللہ کا لیا جا رہا ہے لیکن اپنے نفس کی محبت نے مجبور کیا ہے اللہ کی محبت کے حوالے سے نفس یاد نہیں رہتا بلکہ نفس کے حوالے سے اللہ یاد آتا ہے اور ان دونوں مضمونوں میں زمین آسمان کا فرق ہے پس ہمیں یہ دعا کرنی چاہیے کہ ہم ان بدنصیبوں میں سے نہ ہوں جن کے متعلق حضرت اقدس محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خبر دی کہ جو ذکر الٰہی کے بغیر بیٹھتے ہیں ان کی ساری زندگی گھاٹے کی زندگی ہے۔ قرآن کریم نے اس مضمون کو یوں بیان فرمایا

وَمَنْ يَّعْشُ عَنْ ذِكْرِ الرَّحْمٰنِ نُقَيِّضْ لَهٗ شَيْطٰنًا فَهُوَ لَهٗ قَرِيْنٌ

کہ جو شخص اللہ کے ذکر سے احتراز کرتا ہے اس کے لئے ہم ایک شیطان کو مقرر کر دیتے ہیں جو اس کا ساتھی بن جاتا ہے۔ اب زمانے کے حالات کو اسی حدیث کی روشنی میں دوبارہ دیکھیں تو یہ مسئلہ سمجھ آتا ہے کہ حقیقت میں کوئی انسان خلا میں نہیں رہ سکتا۔ جب اللہ کے ذکر سے دل خالی ہو تو اس دل پر ضرور شیطان قبضہ کرتا ہے اور شیطان اس وقت دنیا کا ساتھی بن جاتا ہے جب دنیا ذکر سے خالی ہو جاتی ہے تو ساری دنیا میں جو آفات اور مصائب پھیلے پڑے ہیں حقیقت میں یہ ذکر الٰہی کے فقدان کے نتیجے میں ہیں اگر ذکر الٰہی ہو تو شیطان کو وہاں قدم رکھنے کی مجال نہیں ہے، اجازت نہیں ہے پس ہر قسم کے آفات سے بچنے کے لئے ہمیں ذکر الٰہی کو زندہ کرنا ہے اور پہلے اپنی ذات میں اس ذکر کو زندہ کرنا ہوگا اپنے دل کو ذکر سے معمور کرنا ہوگا پھر اس ذکر کو عام کرنا ہوگا کیونکہ ذکر کے لفظ میں اگرچہ خاموش یاد بھی شامل ہے لیکن حقیقت میں اس میں آواز دے کر یاد کرنے کا مضمون زیادہ غالب ہے کیونکہ اس کے ذریعے دنیا کو نصیحت ہوتی ہے اس لئے ذکر کے معنی نصیحت کے بھی ہیں آباء و اجداد کی اچھی باتیں فخر سے یاد کرنے کو بھی ذکر کہتے ہیں دل میں خاموشی سے بھی

اللہ کو یاد کرنے کو ذکر کہا جاتا ہے مگر زیادہ تر ذکر کے ساتھ اونچی آواز میں یاد کرنا سمجھا جاتا ہے اور یہ اس مضمون میں داخل ہے۔

جماعت کو نصیحت

پس میں جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں اور اُمید رکھتا ہوں کہ اکثر دل میں ذکر تو کرتے ہی ہوں گے کہ احمدی ذکر سے خالی نہیں ہیں مگر اپنی مجالس کو ذکر سے سجائیں۔ اپنے گھروں میں، اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھتے ہوئے اور کھانوں کے اوقات میں، مہمانوں کی آمد پر مجلسوں کے دوران ضرور ذکر کیا کریں کیونکہ ذکر کے نتیجے میں آپ کی مجالس کو تقدس حاصل ہوگا۔ آپ کی مجالس اگر ذکر سے خالی ہوں گی تو کسی نہ کسی حد تک شیطان ان میں ضرور دخل دے گا۔ پس ہماری عورتوں میں جنہیں کبھی چغلی کرنے کی عادت ہے اکٹھی بیٹھیں تو کسی اور بہن کی برائیاں شروع ہو جاتی ہیں اور بعض جاتے ہیں وہاں مردوں کی بھی ایسی عادت ہے ان کی اس عادت پر یہی مضمون صادق آتا ہے کہ جہاں ذکر نہیں ہوگا وہاں شیطان مقرر کر دیا جائے گا۔ وہ اپنے تذکرے چھیڑ دیتا ہے اور یہ ساری لغو باتیں ذکر کے فقدان سے ہوتی ہیں اگر ذکر ہو تو اس میں مزاح کا موقعہ بھی موجود ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ذکر کے وقت کیا ممکن ہے کہ انسان ہنس سکے۔ اگر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے ذکر سیکھا ہے تو آپ کی زندگی پر غور کر کے دیکھیں آپ اسی ذکر کی حالت میں ہنستے بھی تو تھے۔ لطائف بھی چلتے تھے مگر ایک فرق تھا جو آپ کے لطائف اور باقی لطائف میں تھا۔ آپ کا لطیفہ کبھی کسی کو دکھ نہیں دیتا تھا آپ کے لطیفے میں کوئی تحقیر کا پہلو نہیں تھا بلکہ محبت غالب رہتی تھی پیار کے ساتھ ہنستے تھے اور پیار کے ساتھ ہنساتے تھے، پس اس پہلو سے اگر آپ ذکر کے مضمون کو سمجھیں تو ذکر کسی ایسی حالت کا نام نہیں جس میں آپ روزمرہ زندگی کے مشاغل میں حصہ نہ لے سکیں جیسا کہ میں آگے جا کر بیان کروں گا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی زندگی کے مشاغل کے ساتھ ساتھ ذکر چلتا تھا اس کے لئے کوئی الگ بیٹھ کر ایک طرف ہو کر خدا کو یاد کرنے کے لئے وقت نکالنے کی ضرورت نہیں وہ زندگی کے ہر لمحے میں ساتھ ساتھ رہتا تھا اور یہی وہ ذکر کا طریق ہے جسے آج ہمیں اپنانا ہوگا اور سب دنیا کو سکھانا ہوگا۔

ذکر کا طریق

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے

قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ
مَا مِنْ قَوْمٍ یَقُوْمُوْنَ مِنْ مَجْلِسٍ لَا یَذْکُرُوْنَ
اللّٰہَ فِیْہِ اِلَّا قَامُوْا عَنْ مِثْلِ جِیْفَۃِ حِمَارٍ
وَکَانَ عَلَیْہِمْ حَسْرَۃً

ابوداؤد کتاب الآداب سے یہ حدیث لی گئی ہے۔ ابوہریرہؓ روایت کرتے ہیں کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا جو کوئی قوم یا کوئی گروہ ایسی مجلس میں بیٹھے جس میں اللہ کا ذکر نہ کرے تو گویا گدھے کی لاش پر بیٹھے ہیں ان پر حسرت ہے اب گدھے کی لاش پر بیٹھنے کا مضمون بڑا عجیب معلوم ہوتا ہے بات یہ ہے کہ فی الحقیقت انسان انسان ہی کی لاشوں پر بیٹھا کرتا ہے اور جانور جانوروں کی لاشوں پر اکٹھے ہوتے ہیں۔ میں نے بارہا دیکھا ہے کہ اگر ایک گدھا مر جائے تو گدھے اس کو آکر سونگھتے ہیں، اس کے گرد چکر لگاتے ہیں اور ایک دفعہ میں نے گھوڑی کے بچے کو مرے ہوئے دیکھا کہ صرف اس کی ماں ہی نہیں دوسرے گھوڑے بھی قریب آتے تھے اور اس کو سونگھتے تھے اور چلے جاتے تھے۔ اسی طرح جنگلوں میں اپنے ہم جنسوں کی لاشوں پر ہم جنس اکٹھے ہو جاتے ہیں تو حقیقت میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کا یہ پیغام ہے کہ تم گدھے ہو جو ایسی مجلسوں میں بیٹھے ہو جہاں خدا کا ذکر نہیں کیونکہ گدھے کی لاش پر اکٹھے ہونے والے گدھے

ہی ہو سکتے ہیں۔ پس کیسی بیوقوفی کا عالم ہے کہ تم بیٹھے ایسی باتیں کرتے ہو جن کا کوئی مقصد نہیں کوئی ان کا فائدہ نہیں ہے کسی سے نقصان کو بچانے کا کوئی قصہ نہیں۔ خالصتہً حماقت سے اپنا وقت ضائع کرتے ہو مجلسوں میں لطف بھی اٹھانا ہو تو ذکر الٰہی سے لطف اٹھایا جا سکتا ہے اور بعض دفعہ ایسی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے کہ دنیا کے کسی اور لطف میں وہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی۔

قرآن کریم فرماتا ہے کہ انسان کو جھرجھری آجاتی ہے۔ ذکر سے اس قدر لذت پیدا ہوتی ہے کہ سارا بدن کانپ اٹھتا ہے اس لئے یہ خیال کہ ذکر بوریت کا دوسرا نام ہے یہ بالکل بے ہودہ خیال ہے۔ جہالت کی بات ہے ذکر میں لطف ہے کیونکہ ذکر کا مضمون محبت سے تعلق رکھتا ہے اور محبت اگر کسی سے ہو جائے تو وہ محبوب چاہے کیسا ہی برا کیوں نہ ہو دنیا کی نظر میں انسان کو اس کا ذکر کرنے میں بڑا لطف آرہا ہوتا ہے کیونکہ انسان کو اپنا محبوب ضرور حسین معلوم ہوتا ہے اور دنیا کی نظر میں خواہ وہ کیسا ہی کیوں نہ ہو اپنے محبوب کے ذکر سے ایک انسان لطف اٹھاتا ہے۔

ایک دفعہ ایک بادشاہ نے اس مضمون کو ثابت کرنے کے لئے کہ کس طرح ہر انسان اپنے تعلق سے کسی کو حسین پاتا ہے کچھ لوگوں کو اکٹھا کیا اور ان کے سامنے ایک حبشن کو بلایا جس کا بیٹا بہت ہی سیاہ اور بہت بدصورت بھی تھا اور بھی لوگوں کے بچے وہاں اکٹھے ہوئے تھے بادشاہ نے اس حبشن کو بلایا اور کہا کہ یہ قیمتی ہار ہے تم غور سے دیکھو جو سب سے زیادہ پیارا بچہ ہے اس کی گردن میں ڈال دو۔ اس نے چاروں طرف دیکھ کر جائزہ لیا اور اپنے بچے کی طرف بڑھی اور اس کی گردن میں ڈال دیا۔ جھوٹ نہیں بولا تھا۔ بادشاہ کی تمکنت کے سامنے اس کو جرأت بھی نہیں ہو سکتی تھی۔ بادشاہ کی ہیبت تھی لیکن دل کی گواہی تھی سب سے زیادہ پیارا بچہ اسے اپنا بچہ دکھائی دیا محبت اور ذکر کا ایک گہرا تعلق ہے اس کے بغیر ذکر ہو ہی نہیں سکتا۔ پس اگر محبت سے ذکر کیا جائے تو یہ ممکن ہی نہیں کہ وہ ذکر لطف سے خالی ہو اور اللہ تعالیٰ کا ذکر تو سب ذکروں سے زیادہ حسین ہے سب سے زیادہ دلکش ہے۔ نیز ذکر کے مضمون کو فرض کے طور پر ادا کرنے کی کوشش نہ کریں، ہو بھی نہیں سکے گا۔ فرض کے طور پر کبھی محبتیں ادا نہیں کی جاتیں اس کے لئے دل میں محبت پیدا کرنی ہوگی پس ذکر سے پہلے ذکر کی تیاری بھی تو چاہئے اللہ تعالیٰ سے پیار پیدا کرنے کے ذریعے تلاش کریں اور اس میں ایک ذریعہ یہ ہے کہ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو محبت عطا فرمائے۔ آنکھیں کھول کر روزمرہ یہ محسوس کرنے کی کوشش کریں کہ آپ کیوں کسی سے محبت کرتے ہیں اس مضمون پر غور کریں تو اللہ تعالیٰ کی محبت کے تمام محرکات آپ کو اپنے اردگرد پھیلے ہوئے دکھائی دیں گے آپ ان محرکات میں گھرے ہوئے ہیں صرف آنکھیں نہیں کھولتے انسان کسی سے کیوں محبت کرتا ہے؟ ماں نے پیدا کیا ہے اور نو مہینے پالا ہے اور اپنی صفات میں سے کچھ بخشی ہیں اس کے نتیجے میں طبعاً ایک بچے کو ماں سے محبت پیدا ہو جاتی ہے خالق وہ ہے جس نے ارب ہا ارب سال سے انسان کی پیدائش کی تیاری کی ہے اور ہر لمحے جو کائنات ارتقاء کی طرف مائل تھی اس کا ہر لمحہ ہر قدم انسان کی طرف اٹھ رہا تھا، کیونکہ بالآخر انسان پیدا کرنا مقصود تھا اور جو تغیرات اس عرصے میں ہوئے ہیں تمام تر انسان کی پیدائش کی خاطر ہوئے ہیں چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے قرآن کریم کی آخری سورتوں کی تفسیر میں یہ مضمون بیان فرمایا ہے کہ کوئی بھی کائنات میں ایسی تاثیر نہیں ہے جس سے انسان کو حصہ نہ دیا گیا ہو گویا کہ یہ ایک مختصر کائنات ہے اور اس کی تیاری کے سلسلے میں اگر آپ کائنات کے ارتقاء پر نظر دوڑائیں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے، ناممکن ہے کہ اس مضمون کا کوئی احاطہ کر سکے اس مضمون میں جتنا بھی سفر کریں جتنی بھی بسر کریں آپ کی زندگی گذر جائے آپ کی نسلوں کی گذر جائے۔ قیامت تک یہ کرتے چلے جائیں تب بھی اللہ تعالیٰ کی اس شان کا جو تخلیق کائنات میں مضمر ہے احاطہ نہیں ہو سکتا اور جو حسن اس لئے خدا تعالیٰ نے ان مخلوقات کو عطا فرمائی۔ ان کے ہر ذرّے میں رکھی

کہ بالآخر اس سے انسان پیدا ہوگا اور انسان کیسا پیدا ہوا جو خدا کو بھلا بیٹھا تکبر کی باتیں کرنے لگا۔ پس اگر آپ ذکر سے محروم ہیں تو بہت ہی بڑا نقصان کا سودا ہے۔ پس اپنے گرد و پیش دیکھیں جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک ایک بات پر غور کریں کہ آپ کو کسی سے کیوں تعلق ہے۔ حسن سے تعلق ہے اور حسن کا سرچشمہ اللہ ہے۔ ہر چیز جو حسین دکھائی دیتی ہے اس میں خدا کا چہرہ دکھائی دیتا ہے اگر دیکھنے والی آنکھ ہو۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

چشمِ مستِ ہر حسیں ہر دم دکھاتی ہے تجھے
ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا

کہ ہر وہ آنکھ جس میں حسن کی مستی ہے وہ ہمیں تو تجھے ہی دکھا رہی ہے اور آنکھ کا دکھانا کتنا خوبصورت مضمون ہے جس آنکھ کو آپ دیکھ رہے ہیں اگر آپ کے بصیرت ہو تو اس آنکھ سے جس کسی اور کو دیکھیں گے وہ خدا کی ذات ہے ؎

ہاتھ ہے تیری طرف ہر گیسوئے خم دار کا

گیسو کا ہاتھ یوں معلوم ہوتا ہے اشارے کر رہا ہے۔ اس کا آخری کونہ اس طرح اٹھا ہوا ہوتا ہے جیسے انگلی اشارہ کر رہی ہو۔ تو فرمایا تیری ہی طرف ہر بل کھاتے ہوئے خوب صورت گیسو کا ہاتھ ہے۔ اس میں ہمیں تو ہی دکھائی دیتا ہے اگر محبت ہو تو محبت کے نتیجے میں ہر چیز اسی محبوب کی طرف اشارہ کرتے ہوئے دکھائی دیتی ہے اور اگر محبت نہ ہو تو اشارے سمجھنے کی عقل تو پیدا کریں۔ اشارے سمجھنے کی کوشش تو کریں وہ آنکھ تو لیں جس سے یہ اشارے سمجھے جائیں گے۔

خدا تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا کریں

پس خدا تعالیٰ کی محبت کو دل میں پیدا کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہم اپنے ماحول اپنے گرد و پیش پر اس پہلو سے نظر ڈالیں کہ ہم کیوں کسی سے محبت کرتے ہیں اور اس محبت کے محرکات خدا کے تعلق میں موجود ہیں کہ نہیں۔ کوئی ایک پہلو ایسا نہیں ہے جو محبت پیدا کرنے والا ہو اور اللہ کی ذات میں موجود نہ ہو۔ ہر لذت خدا کی ذات میں ہے بعض لوگ یہ سوچتے ہیں اور اس سوچ سے ڈرتے ہیں کہ شہوانی لذات بھی تو لذات ہیں وہ تو اللہ میں نہیں ہیں لیکن شہوانی لذات کی حقیقت یہ ہے کہ محبت کے نتیجے میں وہ چیزیں پیدا ہوئی ہیں جن سے شہوانی لذت پیدا ہوتی ہے اگرچہ محرک شہوانی لذت نہیں تھا آغاز میں اصل محرک جس سے انسان نے نشو و نما پاکر وہ اعضا حاصل کئے جن سے شہوانی لذت حاصل کی جاتی ہے وہ اپنے نفس کی محبت تھی۔ اس محبت نے انسان کو باقی رہنے کی تمنا دی اور بقا کی تمنا پوری کرنے کے لئے جو ذرائع میسر آئے ان ان میں اسی نسبت سے مزہ پیدا ہونا شروع ہو گیا۔ یہ ایک بہت لمبا فلسفہ ہے جس کی تفصیلی بحث میں میں نہیں جا سکتا لیکن اشارۃً میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ کوئی دنیا کی لذت نہیں ہے جو آپ کو اپنے مضمرات کے لحاظ سے خواہ بھیانک ہی کیوں نہ دکھائی دے جس کا اصل، جس کی کنہ، پاکیزہ محبت نہ ہو اور محبت ہی سے ساری کائنات کا سلسلہ ہے اسی سے سب نشو و نما ہے اسی سے ارتقاء جاری ہے کوئی ایک بھی پہلو ارتقاء کا ایسا نہیں ہے جسے بالآخر آپ محبت میں جا کر مرکوز نہ کر سکیں۔ میں نے اس پہلو سے ایک دفعہ بہت غور کیا اور بچپن سے مجھے یہ شوق تھا کہ اس پہلو پر غور کروں کہ آخر ہمارا کنہ ہے کیا؟ بالآخر کہاں پہنچتے ہیں؟ تو وہیں پہنچا جہاں سے قرآن شریف کی سورۃ البقرہ شروع ہوتی ہے یعنی

اَنَا اللّٰہُ اَعْلَمُ

انا یعنی میں جس نے سارے وجودوں کو پیدا کیا ہے۔ اور اگر اللہ اپنی انا سے اپنی مخلوق کو یہ نعمت عطا نہ کرتا کہ وہ اپنے شعور کا احساس کر لے تو اس مخلوق میں کبھی انا پیدا نہیں ہو سکتی تھی خدا کی انا نے ہماری انائیں پیدا کی ہیں لیکن یہ انائیں اس لئے پیدا کیں کہ اللہ کی انا کی طرف بالآخر لوٹ جائیں کیونکہ وہی تمام انا کا منبع بھی ہے اور مرجع بھی ہے۔ اس سمندر میں ہمارے قطرے کو لوٹنا ہے اس کے بغیر ہماری انا کی تکمیل ہو ہی نہیں سکتی اور یہ مضمون محبت کا ہے۔ اپنے نفس کی محبت اتنا ترقی کرے کہ اس محبت کے اعلیٰ تقاضے پورے ہونے شروع ہوں تب خدا ملتا ہے اور ہر محبت کے نتیجے میں ایک لذت پیدا ہوتی ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی لئے فرماتے ہیں:۔

"ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں"۔ صرف لذات نہیں فرمایا "اعلیٰ لذات" کہ ہر لذت کا ارتقاء ہوا کرتا ہے اور اس ارتقاء کا منتہیٰ خدا تعالیٰ کی ذات پر ختم ہوتا ہے اور اسی کی طرف سب نے لوٹنا ہے۔ پس اپنی آنکھیں کھولیں اپنے گرد و پیش کو دیکھیں اور معلوم کریں، غور کریں کہ آپ کیوں محبت کرتے ہیں ان محبتوں کے تمام تر محرکات اپنی اعلیٰ صورت میں اللہ کے وجود کے ساتھ آپ متعلق پائیں گے اور پھر آپ کو سمجھ آئے گی سلیقہ نصیب ہوگا کہ کس طرح اللہ کی محبت حاصل کی جاتی ہے جب ایک دفعہ یہ محبت نصیب ہو جائے تو پھر آپ کی لذتوں کی کیفیات کے پیمانے بدل جائیں گے اور طرح طرح کی لذتیں آپ کو نصیب ہونی شروع ہوں گی۔ ہر چیز سے ایک مادی لذت بھی ہوگی اور ایک اس کا اعلیٰ و برتر حصہ جو اس محبت کے ساتھ منسلک ہوگا لیکن اس سے ارفع ہوگا اس سے بلند تر ہوگا۔

پس خدا کے بندے دو لذتوں میں زندگی بسر کرتے ہیں اور سورہ رحمٰن میں جن دو جنتوں کا ذکر ہے میں سمجھتا ہوں ان میں سے دو جنتیں اس دنیا کی وہ دو جنتیں بھی ہیں جن میں ہر لذت کے ساتھ ایک اعلیٰ لذت بھی وابستہ ہے۔ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں اگر تم اپنی بیوی کے منہ میں لقمہ اس نیت سے دو کہ اللہ کو یہ بات پسند ہے اللہ تم سے حسنِ سلوک کی توقع رکھتا ہے اور تمہیں حسنِ سلوک کی تعلیم دیتا ہے تو وہ لقمہ تمہاری عبادت بن جائے گا۔

اب اس حدیث کی روشنی میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ساری زندگی کے تعلقات کو دوبارہ دیکھیں تو ہر تعلق میں آپ کو دو لذتیں دکھائی دیں گی ایک وہ جو خدا کی پاک تعلیم کے نتیجے میں اس کی محبت کی بناء پر آپ نے بنی نوع انسان سے تعلق رکھا اس تعلق کی ایک اپنی لذت تھی جو آپ نے حاصل کی لیکن چونکہ اس محبت کا آغاز اللہ کی محبت سے ہوا تھا اسی لئے اس کے ساتھ ایک بہت اعلیٰ درجے کی محبت بھی شامل رہی اور ساری زندگی آپ نے دو جنتوں میں گزاری۔ پس ذکر کا مضمون سرسری بیان سے سمجھ نہیں آسکتا اس کے لئے ساری زندگی کی محنت کی ضرورت ہے آنکھیں کھول کر تجربے کی ضرورت ہے اس مضمون میں ڈوب کر آپ خود کچھ حاصل کریں× پھر آپ کو سمجھ آئے گی کہ ذکر ہوتا کیا ہے اور ذکر پھر آپ کو بڑی قوت سے خود اپنی طرف کھینچ لے گا اور ذکر کے بغیر جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے دنیا کے گھاٹے فائدوں میں تبدیل نہیں ہو سکتے۔ آپ جو چاہیں کر لیں جو چاہے تعلیم دے دیں جس قسم کا چاہیں نظام دنیا میں نافذ کر لیں، عدل بھی قائم کر لیں تب بھی دنیا کو جنت نصیب نہیں ہو سکتی جب تک اللہ کے ذکر کا سلیقہ اور شعور حاصل نہ ہو جائے اور اللہ کے ذکر سے لذت حاصل کرنا دنیا نہ سیکھ لے ورنہ تو وہی بات ہے کہ گدھے کی لاش پر بیٹھے ہم نے زندگیاں بسر کر دیں۔

ذکر سے زندگی ملتی ہے

بخاری کتاب الدعوات میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ "ذکر الٰہی کرنے والے اور ذکر الٰہی نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مُردہ کی طرح ہے۔ یعنی جو ذکر الٰہی کرتا ہے وہ زندہ ہے اور جو نہیں کرتا وہ مُردہ ہے

مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا "وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مُردہ کی طرح ہے"۔ ذکر سے زندگی ملتی ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان کو جو زندگی عطا ہوتی ہے یہ دراصل

× آنکھیں کھول کر گرد و پیش کو دیکھیں

ایک رُوحانی زندگی حاصل کرنے کی خاطر ہے اس کا ذریعہ ہے اور اگر دوسری زندگی عطا نہ ہو تو بظاہر زندہ ہوتے ہوئے بھی انسان مُردہ ہے قرآن کریم جس خلقِ آخر کا ذکر کرتا ہے یہ وہی رُوحانی خلقِ آخر ہے جس سے ایک زندگی انسان کو نصیب ہوتی ہے اور وہ شخص جو خدا کے ذکر کے بغیر اپنی زندگی گزار دیتا ہے بظاہر زندہ ہے مگر حقیقت میں مُردہ ہے کیونکہ اصل زندگی خدا کی خاطر دی گئی تھی تاکہ اس زندگی سے خدا نصیب ہو اور خدا نصیب ہو تو ایک نئی زندگی عطا ہو۔ اسی لئے جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ان لوگوں کو بلاتے ہیں جو آپ پر ایمان لائے تو اللہ فرماتا ہے کہ اس لئے ان کو بلا تاکہ تمہیں زندہ کرے۔ اب ایمان لے آئے ہیں تو زندہ کیوں نہیں ہیں ایمان لانے کے بعد زندگی حاصل کرنے کا ایک دور شروع ہوتا ہے جیسے ماں کے پیٹ میں بچہ آغاز میں جنم لیتا ہے۔ زندہ تو ہو جاتا ہے لیکن محض زندگی کا آغاز ہے اور اس کے بعد پھر سارے مراحل اس زندگی کی تکمیل کے مراحل ہیں اور حقیقی زندگی پھر اس وقت نصیب ہوتی ہے جب وہ اپنے آزاد وجود کے ساتھ خود مختار وجود کے ساتھ ماں کے پیٹ سے باہر آجاتا ہے تو یہی مضمون خلقِ آخر کا ہے۔ اور یہی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے متعلق فرمایا گیا کہ اے مومنو! جب یہ رسول تمہیں اپنی طرف بلائے تو جواب دیا کرو "لِمَا یُحْیِیْکُمْ" تاکہ تمہیں زندہ کرے۔ پس زندگی وہی ہے جو ذکرِ الٰہی کی زندگی ہے اور جو اللہ اور رسول کی آواز پر لبیک کہنے کے نتیجے میں حاصل ہوتی ہے۔

جو ذکر سے خالی ہے وہ اللہ سے دُور ہے

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سنا آپ فرماتے تھے کہ دنیا ملعون ہے اور جو کچھ اس میں ہے وہ بھی ملعون ہے سوائے ذکرِ الٰہی کے اور اس چیز کے جو ذکر سے متعلق ہے جس کا تعلق ذکر سے ہے مثلاً عالم جو ذکرِ الٰہی کرنے والا ہو اور طالب علم جو عالم سے ذکرِ الٰہی سیکھتا ہو وہ ملعون نہیں ہے۔ یہاں ملعون کا جو لغوی معنی ہے وہ پیشِ نظر ہے۔ لعنت دُوری کو کہتے ہیں۔ پس جو شخص خدا کے قریب آنا چاہتا ہے وہ ذکر سے قریب آسکتا ہے ورنہ وہ دُوری کی حالت میں پڑا ہوا ہے وہ تمام دنیا جو ذکرِ الٰہی سے خالی دنیا ہے وہ اللہ سے دُور ہے اور ان معنوں میں ملعون ہے ہاں وہ جو اللہ کا ذکر کرتے ہیں وہ جو سکھاتے ہیں اور سیکھتے ہیں ان کے متعلق فرمایا کہ یہ استثناء ہیں

شہر بن حوشب سے روایت ہے کہ ام سلمہؓ نے بیان کیا کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے پوچھا آپ کونسی دعا ہے جو بار بار کرتے ہیں، جو کثرت سے دعا کرتے ہیں تو آپ نے فرمایا۔ "اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثبات عطا فرما" یہ دعا میں بہت کثرت سے کرتا ہوں کہ "اے دلوں کو پھیرنے والے میرے دل کو اپنے دین پر ثبات عطا فرما۔ حضرت ام سلمہ نے تعجب سے پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ یہ دعا کرتے ہیں جن کا دل سب سے زیادہ اللہ کے دین پر ثبات حاصل کر چکا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی کمال ہی کا یہ معراج ہے کہ آپ جواب فرماتے ہیں کہ میں اس لئے کرتا ہوں کہ دل تو اللہ کی انگلیوں میں اس طرح ہیں کہ جب چاہے جدھر چاہے بدل دے۔ وہ مالک ہے اگر خدا یہ فیصلہ نہ کرے کہ مجھے ثبات عطا کرے گا تو مجھے ثبات کیسے ہو سکتا ہے پس وہ لوگ جو ذکر کرتے ہیں بعض ذکر اس ذکر کے نتیجے میں متکبر ہو جاتے ہیں وہ سمجھتے ہیں ہم خدا والے ہو گئے ہیں اور باقی دنیا کو یعنی سب کو حقیر اپنے سے نیچے دیکھ رہے ہوتے ہیں یہ بہت بڑی جہالت ہے ذکر نے سب سے زیادہ رفعت حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو بخشی تھی کیونکہ آپ کا ذکر سب سے زیادہ رفیع الشان تھا اور سب سے زیادہ گرنے کے خوف میں آپ ہی مبتلا تھے یہ خوف کسی حقیقی خطرے کے نتیجے میں نہیں تھا کیونکہ آپ خدا کی طرف سے امن یافتہ تھے اس لئے اس خوف کا محرک ایک مختلف محرک ہے۔ یہ بہت ہی لطیف ہے اور بہت ہی حسین ہے تمام تر ضمانتوں کے باوجود جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو بارہا عطا فرمائیں یہ احساس کہ میری ذات میں کچھ بھی نہیں جو وہ مجھے ان ضمانتوں کا حقدار قرار دے محض اللہ کا فضل ہے محض اس کی طرف سے ثبات نصیب ہوتا ہے جب وہ چاہے چھوڑ دے۔ میرا کیا شکوہ ہو سکتا ہے سب کچھ اسی کی عطا ہے۔ یہ انتہائی لطیف احساس جو محبت کے آخری نقطے سے آغاز پاتا ہے اور اسی کی طرف لوٹتا ہے یہ وہ احساس ہے جس کا اس حدیث میں ذکر ملتا ہے کہ میں کیوں نہ کروں۔ میں کیوں اپنے رب سے ثبات نہ مانگوں اسی کی عطا ہے جو کچھ نصیب ہوا ہے اور جب چاہے بدل دے مجھے کوئی شکوہ نہیں ہو سکتا۔ میرا کوئی حق نہیں۔ پس اگر ذکرِ الٰہی کرنا ہے اور اس سے کچھ مناصب حاصل کرنے ہیں تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے ان باتوں کا سلیقہ سیکھیں ذکر کے نتیجے میں انانیت اونچی نہیں ہونی چاہئے ذکر کے نتیجے میں سر اور بھی خدا کے حضور جھکنا چاہئے اور جتنی بلندی حاصل کریں اتنا ہی گرنے کا خوف آپ کو دامن گیر رہے اور اللہ کے ہاتھ سے اور زیادہ شدت کے ساتھ اور قوت کے ساتھ چمٹے رہیں۔ یہی وہ اسلوب تھا جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے اختیار فرمایا اور جس کی ہمیں نصیحت کی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا ذکرِ الٰہی کرنے کا طریق

اب وہ لوگ جو ذکر سے اجتناب کرتے ہیں اور شیطان کے ساتھی بن جاتے ہیں ان کا اٹھنا بیٹھنا سب ہمارے علم میں ہماری نظر میں ہے۔ بارہا ہم ان تجربوں سے گزرے ہیں۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر پر میں اس مضمون کو ختم کروں گا آپ کی کیفیت یہ تھی کہ جب حاجات بشری کے تقاضے پورے کرنے کے لئے جاتے تھے تو اس وقت بھی ذکر کرتے تھے اور یہ دعا کیا کرتے تھے کہ اے میرے اللہ مجھے ناپاکی سے اور ناپاکوں سے بچانا۔ میں ناپاکی سے اور ناپاکوں سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔ پھر جب فراغت کے بعد وضو کرتے تھے تو پھر بھی ذکرِ الٰہی سے وضو کا آغاز ہوتا تھا۔ عرض کرتے تھے

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔

کہ اے میرے اللہ مجھے توبہ کرنے والوں میں سے بنانا اور پاکیزگی اختیار کرنے والوں میں سے بنانا جو وضو ہے یہ توبہ اور پاکیزگی دونوں کا مظہر ہے اور اس دعا میں وضو کا فلسفہ بیان ہو گیا۔ پھر انسان صبح اٹھتا ہے۔ فارغ ہوتا ہے وضو کرتا ہے، مسجد کی طرف جاتا ہے تو جو صبح مسجد کی طرف جانے کی دعا تھی اس کا مضمون اور تھا اور روزمرہ عام مختلف وقتوں میں جانے کی دعا تھی اس کا ایک اور مضمون ہے۔ اس مضمون کا صبح سے تعلق ہے چنانچہ آپ مسجد کی طرف صبح جاتے ہوئے یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّاجْعَلْ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا

کہ اے میرے اللہ میرے دل کو نور سے بھر دے میری زبان کو نور عطا کر میرے کانوں کو نور بخش اور میری نظروں کو میری آنکھوں کو نور عطا کر

وَاجْعَلْ مِنْ خَلْفِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ مِنْ اَمَامِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ مِنْ فَوْقِیْ نُوْرًا وَاجْعَلْ مِنْ تَحْتِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا۔

کہ اے میرے اللہ میرے آگے بھی نور کر دے میرے پیچھے بھی نور کر دے میرے اوپر بھی نور کر دے۔ میرے نیچے بھی نور کر دے تو مجھے مجسم نور بنا دے مجھے نور عطا کر۔

رات کے اندھیروں سے صبح روشنی میں داخل ہوتے وقت کیسی پیاری دعا ہے۔ لیکن مسجد جاتے وقت یہ دعا کرنا بتاتا ہے کہ مومن کا دل مسجد میں ہے۔ مسجد سے باہر اندھیرے ہیں۔ پس جو اپنا نور

سجدہ گاہوں میں ڈھونڈتا ہے، جس کو روشنی وہاں دکھائی دے، وہی دل اور وہی دماغ ہے جو اس دعا کی طرف متوجہ ہو سکتا ہے ورنہ ناممکن ہے کہ کسی کو ایسی دعا کا خیال آئے۔ ساری دنیا کے پردے پر عبادت کرنے والوں کی زندگیوں کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ پہلوں کا بھی اور اگلوں کا بھی۔ آپ کو کہیں اس دعا کی کوئی مثال دکھائی نہیں دے گی۔ صبح کے تعلق میں یہ دعا کتنی کامل ہے اور پھر صبح کی روشنی میں دن کی ظاہری روشنی سے مسجد کی باطنی روشنی کی طرف منتقل ہوتے وقت کتنا اعلیٰ اور کتنا ارفع مضمون بیان فرمایا گیا ہے اور کوئی عارف باللہ اس مرتبے تک نہیں پہنچا جس مرتبے تک تمام عارفوں کے سردار حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم پہنچے ہیں۔ پس میں آپ کا مقابلہ دنیا کے عام انسانوں سے کرنے کا تو سوچ بھی نہیں سکتا۔ یہ تو گستاخی ہو گی۔ نبیوں کی مثال دے کر کہتا ہوں ان میں تلاش کر کے دیکھ لیں آپ کو اس حدیث کی کوئی مثال دکھائی نہیں دے گی۔ کتنا پاکیزہ کتنا ارفع کلام ہے۔ کتنا فصیح و بلیغ ہے کہ صبح اٹھتے ہیں اور نور کے خیال سے جب مسجد جاتے ہیں تو یہ دعا کرتے ہیں اور اگر مسجدوں سے آپ نے تعلق قائم رکھا تو یقین کریں کہ آپ کی آنکھوں کو بھی نور عطا ہو گا آپ کی زبان کو بھی نور عطا ہو گا۔ آپ کے کانوں کو بھی نور عطا ہو گا۔ آپ کے آگے بھی نور ہو گا اور پیچھے بھی اور دائیں بھی اور بائیں بھی اور اوپر بھی اور نیچے بھی اور آپ مجسم نور بن جائیں گے۔ کیونکہ تمام نور مساجد سے اور سجدہ گاہوں سے حاصل ہوا کرتے ہیں پس اپنی مسجدوں کو آباد رکھیں انہیں میں آپ کے دلوں کی آبادی ہے۔ انہیں میں آپ کے مستقبل کی حفاظت ہے۔ آپ کے بچوں کے لئے کوئی ایسی دولت نہیں جو آپ پیچھے چھوڑ کر جائیں سوائے اس کے کہ آپ انہیں مسجدوں سے وابستہ کر دیں۔ نماز کے بعد فارغ ہو کر آپ یہ دعا کیا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ۔ اور بھی دعائیں تھیں ایک یہ بھی تھی اور اکثر نماز کے معاً بعد یہی پڑھا کرتے تھے۔ اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَامُ اے اللہ تو سلام ہے ومنک السلام اور تجھ سے سلام ہے۔ اے جلال اور اکرام کے مالک تیری ذات بہت بابرکت ہے۔ اب سلام نماز میں بھی ہم پھیرتے ہیں۔ نماز کے بعد سب سے پہلی دعا یہ ہوا کرتی تھی۔ پھر ہم دائیں طرف کہتے ہیں السلام علیکم ورحمۃ اللہ پھر بائیں طرف السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہتے ہیں۔ تو یہ دو سلام جو ہیں یہ اہل دنیا کو اپنے دائیں اور بائیں اور اپنے گرد و پیش پیغام پہنچاتے ہیں کہ ہم تمہارے لئے سلامتی کا پیغام لائے ہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ اللہ کی طرف سے آئے ہیں اور اس دعا نے بتایا کہ اللہ سلام ہے۔ اللہ سے سلام پانے کے بعد آپ دوسروں کو سلام کہہ سکتے ہیں اس کے بغیر نہیں۔ وَمِنْکَ السَّلَامُ اور تجھ ہی سے سلام نصیب ہو سکتا ہے۔ پس وہ لوگ جو عبادت سے غافل ہیں وہ دنیا میں ہزار سلام کرتے پھریں ان کے سلام کا کوئی بھی معنی نہیں۔ محض جھوٹ ہے کیونکہ دنیا سوائے اللہ والوں کے کسی سے امن میں نہیں ہے یہ محض واہمہ ہے۔ یہ خیال کر لینا کہ انسان کسی بے خدا انسان سے امن میں رہ سکتا ہے حماقت ہے۔ امن اللہ سے نصیب ہوتا ہے اور یہ ایسا امن ہے جو نصیب ہونے کے بعد دوسروں کو عطا ہوتا ہے اور آگے اس کے سلسلے چلتے ہیں۔ پس السلام علیکم کیسی کیسی حکمت ہمیں سمجھا دی کہ جب تم نماز سے سلام کہہ کر فارغ ہو تو پھر سوچا کرو۔ غور کیا کرو کہ تم سلام کے مجاز خدا کی طرف سے بنائے گئے ہو۔ اللہ کے پاس آئے تھے تو سلام نصیب ہوا اور اللہ کے ساتھ رہو گے تو سلام نصیب رہے گا جب تعلق توڑو گے سلام تجھ سے خالی ہو جائے گا۔ کیونکہ خدا کی ذات کے سوا کہیں اور کوئی سلام کا وجود نہیں۔

مسجد میں عام حالت میں داخل ہوتے کی دعا یہ تھی
بِسْمِ اللّٰہِ الصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ۔
کہ میں اللہ کے نام کے ساتھ شروع کرتا ہوں۔ والصلوٰۃ والسلام اور درود اور سلام اس کے رسول پر ہوں اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ میرے اللہ میرے گناہ بخش دے وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ رَحْمَتِکَ اور میرے لئے اپنی رحمت کے باب کھول دے۔ پھر مسجد سے باہر نکلنے کی دعا انہی الفاظ میں تھی صرف ایک چھوٹے فرق کے ساتھ۔

بِسْمِ اللّٰہِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ اللہ کے نام کے ساتھ تمام درود و سلام ہوں اللہ کے رسول پر اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِیْ ذُنُوْبِیْ میرے اللہ میرے گناہ بخش دے۔ وَافْتَحْ لِیْ اَبْوَابَ فَضْلِکَ اور میرے لئے اپنے فضلوں کے دروازے کھول دے۔

یہ جو لفظ رحمت اور فضل کا فرق ہے اس میں بڑی وجہ یہ ہے کہ رحمت خالصتاً اللہ سے آسمان سے نازل ہوتی ہے اور اس کا ہمارے اکتساب سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ رحمت بن مانگے دینے والا عطا کرتا ہے۔ رحمٰن رحیم خدا سے اترتی ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ یہاں رحمت کا بنیادی مضمون یہ بیان فرمایا گیا ہے کہ خدا سے حاصل ہوتی ہے اس کا روزمرہ کی زندگی کی محنتوں سے کوئی تعلق نہیں۔ فضل خدا کی طرف سے ملتا ہے لیکن روزمرہ کی زندگی کی محنتوں سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ سورۃ جمعہ میں جمعہ کے بعد جب انتشار کا حکم فرمایا۔ وَابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ وَاذْکُرُوا اللّٰہَ کَثِیْرًا لَّعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ہ کہ تم پھر آزادی کے ساتھ زمین میں پھرو اور فضل کماؤ تو فضل کا دنیا کی کمائیوں سے ایک تعلق ہے اور دنیا کی دولت جو پاک حالت میں کمائی جائے اس کو بھی فضل کہتے ہیں یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا۔ اللہ سے وہ فضل بھی چاہتے ہیں اور اس کی رضا بھی چاہتے ہیں تو اندر جاتے وقت خالص رحمت ہی ہے جو کچھ اس در سے ملے گا آسمان سے اترے گا اور بطور رحمت آپ پر نازل ہو گا۔ جب باہر نکلیں گے تو اللہ سے فضل چاہیں گے۔ یعنی ہمارے کاموں میں برکت ملے ہمارے رزق میں برکت ملے جو ہمیں نصیب ہو با فراغت ہو اور پاکیزہ ہو۔ تجھ سے پانے والے ہوں۔ شیطان سے پانے والے نہ ہوں۔

پھر گھر میں داخل ہوتے تھے تو یہ دعا کرتے تھے۔
اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُکَ خَیْرَ الْمَوْلِجِ وَخَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا۔ اے میرے اللہ میں تجھ سے مانگتا ہوں۔ خَیْرَ الْمَوْلِجِ بہترین داخل ہونا اور خَیْرَ الْمَخْرَجِ اور بہترین نکلنا یعنی اے! گھر میں بہترین طریق پر داخل ہوں۔ خیر کے ساتھ بھلائی کے ساتھ داخل ہوں اور بھلائی کے ساتھ نکلوں۔ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا وَعَلَی اللّٰہِ رَبِّنَا تَوَکَّلْنَا۔ اللہ ہی کے نام کے ساتھ ہم داخل ہوتے ہیں اور اسی پر جو ہمارا رب ہے ہم توکل کرتے ہیں۔ پھر گھر سے باہر نکلتے وقت بھی خدا یاد آتا تھا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذکر کا طریق

کوئی زندگی کا ایسا شغلہ نہیں، کوئی ایک زندگی کی حرکت ایسی نہیں جو ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف ہو جس میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ذکر سے غافل ہوں۔ تبھی اللہ نے آپ کو "ذکراً رسولاً" فرمایا کہ یہ تو رسول وہ ہے جو مجسم ذکر ہے اس میں اور ذکر میں کوئی فرق نہیں رہا۔ محمد اور ذکر ایک ہی چیز کے دو نام بن گئے ہیں۔ ہر کیفیت سے ہر دوسری کیفیت میں داخل ہوتے وقت ذکر الٰہی جاری رہتا تھا ہر موسم میں ذکر۔ بارش کا قطرہ آسمان سے اترتا دیکھتے تھے تو اللہ کو یاد کرتے ہوئے اپنی زبان آگے بڑھا دیا کرتے تھے کہ اللہ کی رحمت کا یہ قطرہ

میری زبان پر پڑے۔ اتنی محبت تھی۔ ایسا عشق تھا کہ کفار مکہ اپنی تمام تر دشمنیوں کے باوجود یہ کہنے پر مجبور ہو گئے کہ عَشِقَ مُحَمَّدٌ رَبَّہٗ اس کی جو کچھ برائیاں بیان کرو مگر ایک بات سچی ہے کہ محمد اپنے رب کا عاشق ہو گیا ہے۔ عاشق کے سوا کسی میں یہ طاقت نہیں کہ

یہ تکلیفیں برداشت کر سکے۔ عاشق کے سوا کسی کو یہ توفیق نصیب ہو ہی نہیں سکتی تھی کہ خدا کی راہ میں وہ دکھ برداشت کرے، جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے ساری زندگی اللہ کی راہ میں برداشت کئے ہیں۔ پس یہ آپ کی کیفیت تھی۔ گھر میں داخل ہوتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہوئے داخل ہوتے ہیں گھر سے نکلتے ہیں تو اللہ کو یاد کرتے ہوئے نکلتے ہیں

بسم اللہ توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ
اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ اَوْ اَظْلِمَ
اَوْ اُظْلَمَ اَوْ اَجْھَلَ اَوْ یُجْھَلَ عَلَیَّ۔

کہ بسم اللہ اللہ کے نام کے ساتھ توکلت علی اللہ میں اللہ پر توکل کرتا ہوں یعنی گھر سے باہر انسان جب نکلتا ہے۔ اپنی زندگی میں سب سے زیادہ امن کی جگہ تو انسان اپنے گھر کو پاتا ہے تو گھر سے باہر نکلنا گویا کئی قسم کے خطرات کو دعوت دینا ہے اس لئے پہلا تصور جو ذہن میں آتا ہے ہے۔ وہ توکل کا ہے۔ کس سہارے سے میں نکل رہا ہوں۔ غیروں سے میرے رابطے ہوں گے۔ گھر کا امن میرے ساتھ تو نہیں چل سکتا تو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو سب سے پہلے اللہ کا خیال آتا تھا کہ اللہ کے توکل پر جا رہا ہوں وہ تو ہر جگہ میرے ساتھ ہے گھر تو ساتھ نہیں چل سکتا مگر اللہ تو ہمیشہ ساتھ رہنے والا ہے۔

بسم اللہ توکلت علی اللہ ولا حول ولا قوۃ۔ کوئی "حول" نہیں اور کوئی "قوۃ" نہیں الا باللہ۔

"حول" کہتے ہیں خطرات سے بچانے کی قوت کو یعنی اللہ کے حوالے سے جب حول کہا جاتا ہے تو مراد یہ ہے کہ ہر قسم کے خطرے سے بچانے کی قوت اللہ کے پاس ہے۔ ولا قوۃ۔ "قوۃ" مثبت معنوں میں کہ ہر چیز عطا کرنے کی طاقت بھی اللہ کو نصیب ہے۔ پس کسی شر سے ہم بچ نہیں سکتے مگر اللہ کی طاقت سے۔ کسی خیر کو ہم پا نہیں سکتے مگر اللہ کی طاقت سے۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُ بِکَ اَنْ اَضِلَّ یہ کہنے کے بعد جب ایک ہی پناہ گاہ ہے ہر چیز سے وہی پناہ کی جگہ ہے تو عرض کرتے ہیں اے میرے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں اس بات سے اَنْ اَضِلَّ اَوْ اُضَلَّ کہ میں گمراہ ہو جاؤں یا گمراہ کیا جاؤں کئی قسم کے ٹھوکر کے مقامات راستے میں آتے ہیں۔ انسان کو کئی قسم کے ایسے فتنے درپیش ہوتے ہیں جن میں دل پھسل جاتے ہیں انسان گناہ کی طرف مائل ہو جاتا ہے اور پھر کئی قسم کی ٹھوکریں کھا جاتا ہے اور پھر باہر نکل کر رستہ ڈھونڈنے کا مضمون تو ایک طبعی مضمون ہے جو ذہن میں آنا چاہئے۔ حقیقت میں حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا کلام، کلام اللہ کے بعد سب سے زیادہ فصیح و بلیغ ہے یعنی ایک ہی لفظ میں، دو تو دو باتیں اور بر محل ان باتوں کا بیان ہے باہر نکلتے ہیں تو ہم رستہ بھی بھول سکتے ہیں۔ مسافر کہیں سے بھٹک کر کہیں اور چلے جائیں۔ بعض دفعہ گھر کا رستہ بھی نہیں ملتا۔ فرمایا اے میرے اللہ میں تیری پناہ میں آتا ہوں) کہ میں راستہ بھول جاؤں یا بھلا دیا جاؤں) لیکن یہاں اول طور پر پیش نظر دین کا رستہ ہے اور دین کی باتیں ہیں کہ میں تیری راہ بھول جاؤں یا مجھے تیری راہ سے بھٹکا دیا جائے۔ یا میں کسی پر ظلم کروں یا مجھ پر ظلم کیا جائے یا میں کسی پر جہالت کروں یا مجھ پر کوئی جہالت کی جائے۔ ہم نئے کپڑے پہنتے ہیں۔ کتنے ہیں جنہیں کپڑا پہنتے وقت خدا یاد آتا ہو کپڑا پہنتے وقت ہم نے تو لوگوں کو یہ دیکھا ہے کہ SELFRIDGES یاد آتا ہے یا دوسرے سٹور یاد آ جاتے ہیں کہ ہم نے وہاں سے لیا اور وہاں سے لیا سیل سے لیا یا بغیر سیل کے لیا۔ کیسی ہوشیاریاں اختیار کیں کتنے پیسے بچائے یہی باتیں سنتے ہیں لیکن حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کپڑا پہنتے ہیں تو عرض کرتے ہیں۔ اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اے میرے اللہ سب حمد تیرے لئے ہے کیونکہ تو نے مجھے یہ پہنایا ہے مجھ میں کب طاقت تھی کہ میں اپنے لئے کچھ لباس حاصل کر سکتا کچھ پہن سکتا ہر عطا تیرا ہے پس ایک بھی زندگی کا ایسا لمحہ نہیں جہاں آخری قدرت والے خدا کو یاد نہیں کیا جاتا اس کے بظاہر سلسلہ بہ سلسلہ ہم تک پہنچتے پہنچتے مظہر اول اور اس ذات کو بھلا دیتے ہیں جس سے تمام مذاہب نکلتے ہیں رب تو اللہ ہے لیکن یہ ربوبیت مختلف ذرائع سے ہم تک پہنچتی ہے کبھی ماں باپ کے ذریعے کبھی اپنے مالکوں کے ذریعے کبھی دوستوں کے ذریعے۔ کبھی اتفاق میں راہ چلتے بھی دولتیں نصیب ہو جاتی ہیں مگر یہ وہ آخری چہرہ ہے جو ہم دیکھ رہے ہیں ہماری نظریں ان چہروں پر کھڑی ہو جاتی ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی نظر ان تمام چہروں سے پاک جیسے ان کا کوئی وجود نہ ہو اس آخری ہاتھ پر پڑتی ہے جو اول ہاتھ ہے جو اللہ کا ہاتھ ہے اس کے سوا اور کوئی ہاتھ نہیں ہے دینے والا تو فرماتے ہیں اَللّٰھُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا کَسَوْتَنِیْہِ اے میرے اللہ تیرے ہی لئے سب حمد ہے جو تو نے مجھے یہ لباس پہنایا ہے۔ پھر آئینہ دیکھتے تھے تو دعا کرتے تھے اللھم کما حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَاَحْسِنْ خُلُقِیْ اے میرے اللہ جیسے تو نے میرا چہرہ خوبصورت بنایا ہے ویسے ہی میرا اندرونہ بھی پاکیزہ کر۔ خوبصورت بنا دے میرے اخلاق کو خوبصورت کر دے۔ اب یہ دعا ایک موقع ہے جس سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ظاہری چہرے کی ایک جھلک ہمیں دکھائی دینے لگتی ہے ورنہ اتنے منکسر مزاج تھے کہ انسان سوچ نہیں سکتا کہ اپنے حسن کی بات کریں لیکن سچے بھی اتنے زیادہ تھے یہ مشکل تھی اپنے خدا کی حمد بیان کرتے تھے وہاں تو سچ تو ان ہی بولنا تھا چاہے اس سے خود ستائی ہی ہوتی تو اللہ کو مخاطب کر کے کہتے ہیں میں نے چہرہ دیکھا ہے بہت خوبصورت ہے تیرا جو ممنون ہوں اتنا پیارا چہرہ تو نے مجھے عطا کیا پس میرے خلق کو بھی ویسا ہی بنا دے وحرّم وجھی علی النار اور میرے چہرے کو آگ پر حرام کر دے چہرے پر حرام کر دے۔ ... اگر فرمایا کہ میرا چہرہ آگ پر حرام کر دے۔ آگ کو اجازت نہ ہو کہ اس چہرے کو جلائے بہت ہی زیادہ عظیم الشان کلام ہے۔ بہت قوت والا کلام ہے۔ کہیں آگ ہو کوئی آگ ہو لیکن اسے مجال نہ ہو کہ وہ میرے چہرے کو جلا سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی ایک دفعہ اسی طرح کا الہام ہوا تھا کہ: "آگ ہماری غلام بلکہ غلاموں کی بھی غلام ہے" تو یہ وہی مضمون ہے کہ آگ کو اجازت نہ ہو کہ وہ مجھے جلا سکے۔ الحمد للہ الذی سَوّٰی خَلْقِیْ بہت ہی قابل تعریف وہ ذات جس نے میری تخلیق کو میرے وجود کو متناسب بنایا و اَحْسَنَ صُوْرَتِیْ اور میری صورت کو بھی ایسا خوبصورت بنایا منی ما شَانَ مِنْ غیری اور جو کچھ غیروں کو نصیب نہیں ہو سکا حسن کی صورت میں جوان کے ہاں بد صورتی ہے وہ میرے ہاں تو نے حسن رکھ دیا یعنی ہر وہ عضو جہاں کسی بھی قسم کی بد صورتی کا احتمال ہے وہاں وہی میرا عضو حسین تر ہے یہ جو کلام ہے بہت گہرائی کا کلام ہے اصدق الصادقین کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا تمام وجود سر تا پا حسین تھا ورنہ دعا کے وقت یہ کلام آپ نہیں کہہ سکتے تھے جس کے مقابل پر ہر دوسرے میں کہیں کوئی بدی دکھائی جائیگی مگر یہ وجود ہر سقم ہر کمزوری سے پاک تھا۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَوّٰی خَلْقِیْ نَا عَدَلَہٗ وَصَوَّرَ صُوْرَۃَ وَجْھِیْ فَاَحْسَنَھَا "الحمد للہ الذی" تمام حمد اللہ ہی کے لئے ہے سَوّٰی خلقی جس نے میری تخلیق کو موزوں بنایا وصور صورۃ وجھی اور میرے چہرے کی شکل کو میرے چہرے کے وجود کو خد و خال کو بہت ہی متناسب کر دیا یعنی اتنا متوازن ہے کہ کوئی ایک بھی اس کا خد و خال میں سے کوئی ایک حصہ بھی دوسرے سے ٹکراتا نہیں بلکہ اس سے ہم آہنگ ہوا ہوا ہے اور اسے پھر بہت ہی خوبصورت بنایا ہے۔ فاحسنھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ مجھے مسلمانوں میں سے بنایا۔ نیا پھل کھانے کی بھی آپ دعا کیا کرتے تھے۔ بازار میں داخل ہونے کی بھی دعا کیا کرتے تھے غصے اور طیش سے بچنے کی بھی دعا کیا کرتے تھے۔ بیمار کو دیکھتے تھے تو اس وقت بھی یاد اللہ ہی آتا تھا پس حقیقت یہ ہے کہ تمام دنیا میں جہاں جہاں بھی آثار دکھائی دیتے تھے وہ سب اللہ ہی کے آثار تھے۔ پس وہ مضمون جو امرءالقیس کا میں نے بیان کیا تھا وہ یہ تھا کہ قفا نبک من ذکری حبیب و منزل ٭ بسقط اللوی بین الدخول فحومل کہ اے میرے دو ساتھیو! ٹھہرو ہم اس محبوب کے ذکر سے کچھ رو لیں جس کی منزل پر ہم یہاں ٹھہرے ہیں اور اس کی منزل کے ذکر سے رو لیں اس منزل کے نشان تو مٹتے چلے جا رہے تھے اور دن بدن مٹتے مٹتے آخر وہ کلیۃً صفحہ ہستی سے نابود ہو گئے مگر خدا کے حسن کے آثار کبھی مٹنے والے نہیں یہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں اور یہی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے آثار کا حال ہے۔ دیوان حسان بن ثابت سے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے ذکر میں یہ شعر آپ کے سامنے رکھتا ہوں اس سے آپ اندازہ کریں کہ آپ کے عشاق کا٭ کی کیفیت آپ کے آثار دیکھ کر ہوتی تھی وہ کہتے ہیں۔ کہ اے میرے دوستو! یثرب میں مجھ پر ایک بڑی مشکل رات آئی وہ مدینہ جس میں میرا محبوب رہا کرتا تھا اور ساری رات جگائے رکھنے والے غم نے مجھے آ پکڑا جب کہ سارے لوگ گہری نیند سوئے ہوئے تھے وہ یاد کیا تھی یہ ایک ایسے پیارے وجود کا غم تھا جس نے میرے آنسو بہا دیئے اور اس رونے کا سبب میرے پیارے کی یاد تھی۔ پھر ایک اور قصیدے میں عرض کرتے ہیں کہ طیبہ یعنی مدینے میں میرے محبوب کے روشن آثار ہیں حالانکہ آثار تو مٹ جایا کرتے ہیں مگر میرے محبوب کے آثار وہ نہیں ہیں جو مٹ جائیں وہ ہمیشہ روشن سے روشن تر ہوتے چلے جائیں گے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے۔ اس حرمت والے گھر کی آیات و نشانات نہیں مٹتے جس میں نبی ہادی کا مبارک منبر ہے جس پر آپ رونق افروز ہوا کرتے تھے اور

(باقی صفحہ ... پر)

٭ کیا حال تھا جب ان آثار کو دیکھتے تھے جو محمد رسول اللہ کے آثار تھے جس طرح اللہ کے آثار دیکھتے ہوئے محمد رسول اللہ کے دل کی کیفیت ہوتی تھی ویسے ہی آپکے عشاق

ہماری تبلیغی و تربیتی مساعی

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کا دوسرا نیشنل یوم تبلیغ

از نظارت دعوۃ و تبلیغ قادیان

الحمد للہ امسال مورخہ ۲۱ نومبر ۱۹۹۳ء کو ہندوستان کی جماعتوں نے نظارت دعوۃ و تبلیغ کے مرتب کردہ لائحہ عمل کے مطابق نہایت شاندار یوم تبلیغ منایا جس کے ذریعہ احباب جماعت بھارت کو ہندوستان کے ۵۱۲ و ۸۷ و ۱ افراد کو پیغام حق پہنچانے کی توفیق ملی اور خدا کے فضل سے ۴۷۴ افراد بیعت کر کے سلسلہ احمدیہ میں داخل ہوئے ۱۰۲ جماعتوں کی طرف سے رپورٹیں موصول ہوئی ہیں۔ قارئین بدر کے لئے جماعتوار خلاصہ پیش ہے۔

مذکورہ یوم تبلیغ ملک گیر اجتماعی دعا کے ساتھ شروع ہوا۔ جو صبح ۹ بجے شروع ہو کر ۹ بج کر ۵ منٹ تک جاری رہی دعا سے قبل افراد جماعت نے اپنی اپنی جماعتوں میں کلوا جمیعًا کا پروگرام بھی بنایا۔ اللہ تعالےٰ ہماری اس حقیر مساعی میں غیر معمولی برکت دے۔ آمین۔

(۱) قادیان:۔ قادیان و مضافات قادیان کے ۳۳۵۳ گھروں میں جا کر ۸۶۳ و ۱۱ افراد کو پیغام حق پہنچایا ۷ بک اسٹال لگائے گئے ۸۷۷/- روپے کی کتب فروخت ہوئیں ۲۵۸۰ افراد تک لٹریچر پہنچایا گیا ۲۹ افراد کی بیمار پرسی کی گئی ۲ پمفلٹ شائع کئے گئے ۴ گاؤں میں تبلیغی وفود بھجوائے گئے ۴ تبلیغی جلسے مختلف جگہوں پر کئے گئے ۳۸ تبلیغی خطوط زیر تبلیغ افراد کو احباب جماعت نے لکھے اس نیشنل یوم تبلیغ کے پروگرام کا ذکر جالندھر ٹی وی سے نشر ہوا اور اس کی نمایاں خبر روزنامہ ہند سماچار میں شائع ہوئی الحمد للہ کہ لجنہ کے تعاون سے ۳۰ بیعتیں بھی ہوئیں۔

(۲) لجنہ اماء اللہ قادیان:۔ ۴۰۵ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا ۴۰۱۰ افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا۔

(۳) دہلی:۔ ۶۰۰۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ ایک بک اسٹال لگایا ۱۹۴۳/- روپے کی کتب فروخت ہوئیں ۲۰۰ گھروں میں جا کر پیغام حق پہنچایا۔

صوبہ ہریانہ:۔ (۱) گھروندی:۔ ۱۷۵ افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا اور ۹ بیعتیں ہوئیں۔

(۲) :۔ **نلاکھر:۔** کثیر تعداد افراد تک لٹریچر تقسیم کیا گیا بعض علماء کے اعتراضات کے جوابات دیئے گئے۔

صوبہ یوپی:۔ (۱) شاہجہانپور:۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا تبلیغی جلسہ کیا ۱۱ افراد کو گھروں پر مدعو کیا ۳ تبلیغی خطوط لکھے ۸۰۰/- روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔

(۲) بنارس:۔ تبلیغی جلسے کا اہتمام کیا گیا ۱۰۰۰ افراد کو لٹریچر تقسیم کیا ۱۵۰۰ افراد کو زبانی پیغام پہنچایا گیا۔

(۳) سانڈھن:۔ بہت سارے لوگوں کو زبانی و بذریعہ لٹریچر پیغام حق پہنچایا۔

(۴) امروہہ:۔ ایک جلسے کا اہتمام کیا۔ ایک رسالے میں مضمون شائع کرایا گیا۔ ۸۰ زیر تبلیغ افراد کو خطوط لکھے گئے اس طرح ایک ہزار افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا۔

(۵) صالح نگر:۔ چند افسروں اور بعض دیگر لوگوں کو لٹریچر دیا گیا اور زبانی تبلیغ کی گئی۔

(۶) کانپور:۔ ۳ گروپوں کے ذریعہ ۱۰۰۰ افراد تک پیغام حق پہنچایا گیا۔

(۷) لجنہ اماء اللہ کانپور:۔ ایک تبلیغی جلسہ کیا گیا۔

(۸) مسکرا:۔ نیشنل یوم تبلیغ کے جملہ پروگراموں میں تمام احباب جماعت نے حصہ لیا۔

صوبہ راجستھان:۔ مختلف جماعتوں کی طرف سے ۱۳۱۰ افراد کو لٹریچر دیا گیا۔ ۱۵۰ افراد کو حضور اقدس کے خطاب کی ویڈیو کیسٹ دکھائی گئی۔ ۶۰۷ افراد تک پیغام حق پہنچایا ۳۲۶ بیعتیں ہوئیں۔

صوبہ بہار:۔ (۱) رانچی:۔ ایک جلسہ کا اہتمام کیا ۲۵۰ پمفلٹ تقسیم کیئے دو ہزار افراد تک پیغام حق پہنچایا۔

(۲) پٹنہ:۔ کثیر تعداد افراد کو بذریعہ لٹریچر و زبانی تبلیغ پیغام حق پہنچایا۔

(۳) جمشید پور:۔ چار گروپ بنا کر مختلف مقامات میں تبلیغ کی گئی اخبار میں خبریں شائع ہوئیں پریس سے رابطہ رکھا گیا۔

(۴) موسیٰ بنی مائینز:۔ ۲۸۳۵ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا "انسانیت کی پکار" ہینڈبل ۰۰۰ ۰ کی تعداد میں شائع کرایا گیا ۴۱ افراد پر مشتمل ایک بک اسٹال لگایا گیا حضور انور کے خطبات کے کیسٹ سنائے گئے کئی صد افراد تک پیغام حق پہنچایا۔ ۰۰۰ افراد کو گھروں میں جا کر اور چار ہزار افراد کو بذریعہ ڈش پیغام پہنچایا ایک پریس کانفرنس منعقد کر کے پریس ریلیز جاری کی گئی ۵۳ کتب فروخت ہوئیں ۱۲ وفود نے موسیٰ بنی کے گرد و نواح میں ۷۰ کلو میٹر تک تبلیغ کی ایک ڈرامہ بھی کیا گیا۔

بنگال و آسام:۔ (۱) کلکتہ:۔ دس ہزار کی تعداد میں پمفلٹ تقسیم کئے گئے ایک تبلیغی جلسہ کیا گیا۔ کلکتہ کے ایک کثیر الاشاعت اخبار میں خبر شائع ہوئی۔ آڈیو اور ویڈیو کیسٹ کے ذریعہ تبلیغ کی گئی اور بنگال و آسام میں ۸۵ افراد نے بیعت کی۔ سات گروپ بنا کر شہر کے کم و بیش دس ہزار افراد کو پیغام حق پہنچایا۔ اور بنگال و آسام کی درج ذیل جماعتوں نے بھی نیشنل یوم تبلیغ کے جملہ پروگراموں میں بڑے ذوق و خلوص سے حصہ لیا۔

کبیرا۔ موہن پور۔ بسنت پور۔ بالنسرہ۔ بتعاری۔ بھگوان گولہ۔ ہڑہڑی۔ بھرت پور۔ تالگرام۔ پلکمنڈی۔ گنگارام پور۔ منی گرام۔ ہوگلہ۔ سابری گھاٹ۔ پڑلیا۔ ابراہیم پور۔ ڈائمنڈ ہاربر۔ برلیشہ۔ کلبتہ۔ سندر پور۔ چار باڑی پارلہ۔ نارا روبٹیا۔ ستره کنرا۔ ڈبرو گڑھ۔ تاپا چلی۔ بارٹی چار۔ بھوبار روبٹیا۔ مذکورہ جماعتوں نے تبلیغی گروپ بنا کر تبلیغ کی ۲ جلسے کئے۔ اور بک اسٹال لگائے جن میں جماعت بتعاری نے ۷۷۴/- روپے کی کتب فروخت کیں۔ اور آسام کی جماعتوں کی تبلیغی مساعی کے نتیجہ میں ۷ بیعتیں ہوئیں۔

صوبہ اڑیسہ:۔ (۱) کٹک:۔ ایک بک اسٹال لگایا گیا ذی اثر احباب سے ملاقاتیں کی گئیں۔ نیز بذریعہ لٹریچر و زبانی تبلیغ کی گئی۔

(۲) دوسوال ساہی:۔ کثیر تعداد میں افراد کو تبلیغ کی گئی۔ ساری جماعت نے جملہ پروگراموں میں حصہ لیا۔

(۳) ناہر کوٹ:۔ ۱۵۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ ایک تبلیغی جلسہ کا اہتمام کیا گیا جماعت کو تین گروپوں میں تقسیم کر کے علاقہ میں تبلیغ کی گئی۔

(۴) کھجوریہ پاڑہ:۔ کثیر تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا ۲ تبلیغی جلسے کئے گئے جن کا غیروں پر بہت اچھا اثر پڑا۔ کثیر لوگوں تک پیغام حق پہنچایا گیا۔

(۵) تاراکوٹ:۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا ۱۲۰/- روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔ ۴ گروپ بنا کر تبلیغ کی گئی ایک جلسہ کا بھی اہتمام کیا گیا۔ ۵۱ خطوط لکھے ایک بیعت ہوئی۔

(۶) کیرنگ:۔ ایک بک اسٹال لگایا۔ گھروں پر دعوت کا اہتمام کیا جن میں حضور کے خطاب کے ویڈیو کیسٹ دکھائے گئے دو تبلیغی جلسے کئے گئے ۱۸۰ افراد تک پیغام حق پہنچایا۔

(۷) پنکال:۔ ایک تبلیغی جلسہ کیا اور ہزاروں افراد تک پیغام حق پہنچایا۔

(۸) کوئنپلہ:۔ لٹریچر تقسیم کیا گھروں میں دعوت کی ۱۲ خطوط لکھے دو تبلیغی جلسے کئے۔

(۹) کرڈاپلی:۔ ۲۰۰۰ پمفلٹ اڑیہ زبان میں شائع کر کے تقسیم کیا گیا۔ ایک بک اسٹال لگایا گیا ایک تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ ۵ ہزار افراد تک پیغام حق پہنچایا۔

صوبہ آندھرا:۔ (۱) حیدر آباد:۔ ۴ بک اسٹال لگائے ایک تبلیغی جلسہ کا اہتمام کیا ایک صد کے قریب لٹریچر زیر تبلیغ افراد کو پوسٹ کیا۔ احباب و مستورات کے وفود بنا کر شہر میں تبلیغ کی گئی۔

(۲) شورجرلہ:۔ ۵۰۴ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم ہوا۔ ایک بک اسٹال لگایا گیا ۲ چرچوں میں تبلیغ کی اور ۳۰ کلو میٹر کے فاصلہ تک پیغام حق پہنچایا۔

(۳) چنتہ کنٹہ:۔ ۱۰۰۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ ایک جلسہ کا اہتمام کیا گیا۔ گرد و نواح میں تبلیغ کی گئی۔

(۴) ودمان:۔ جلسہ کا اہتمام کیا گیا اور زبانی و بذریعہ لٹریچر تقسیم پیغام حق پہنچایا گیا۔

(۵) ککنور:۔ ۴ کلومیٹر گرد و نواح میں تبلیغ کی گئی۔

(۶) سکندر آباد:۔ ۵ بُک اسٹال لگائے گئے /۱۵۰ روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔ ۲۵ کلو میٹر گرد و نواح میں پیغام حق پہنچایا۔

صوبہ کرناٹک:۔ (۱) بنگلور:۔ ۶۰۰۰ افراد تک لٹریچر تقسیم کیا ۴ بُک اسٹال لگائے، ایک تبلیغی جلسہ کا اہتمام کیا۔ اللہ کے فضل سے ۸ بیعتیں ہوئیں۔

(۲) بیجاپور:۔ ایک تبلیغی جلسہ کیا ۵۰ افراد تک پیغام حق پہنچایا۔

(۳) یادگیر:۔ ۱۵۰۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا ۲ بُک اسٹال لگائے گئے ایک تبلیغی جلسہ کیا جس کے نتیجہ میں کثیر لوگوں تک پیغام حق پہنچا۔ جماعت کے تمام افراد مرد و زن نے اس پروگرام میں حصہ لیا۔

(۴) مرکرہ:۔ ایک بُک اسٹال لگایا گیا ایک اخبار میں مضمون شائع ہوا۔ ۱۵۰ افراد تک زبانی و بذریعہ لٹریچر پیغام حق پہنچایا گیا۔

(۵) شیموگہ:۔ ۲ بُک اسٹال لگائے گئے ایک اجلاس کا اہتمام کیا گیا چند تبلیغی خطوط لکھے ۵۰۰۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ ۱۵ افراد کو زبانی تبلیغ کی گئی۔

صوبہ کیرالہ:۔ (۱) کیینا نور سٹی:۔ ۱۰۰۰ افراد کو لٹریچر دیا گیا /۵۶۰ روپے کا لٹریچر فروخت ہوا۔

(۲) تیرور:۔ گھروں میں جا کر اور راستوں میں چلتے پھرتے لوگوں کو تبلیغ کی گئی۔

(۳) کاوا شیری:۔ ۲۵ سے زائد گھروں میں جا کر لٹریچر دیا گیا ایک بُک اسٹال لگایا گیا۔ آڈیو کیسٹ سنائے، بعض افسروں اور دیگر لوگوں کو تبلیغ کی گئی تمام مرد و زن نے اس پروگرام میں حصہ لیا۔

(۴) منارگھاٹ:۔ ۵ گروپ بنا کر ۸۰۰ سے زائد افراد کو تبلیغ کی گئی۔

(۵) پتھہ پیریم:۔ /۱۳۷۳ روپے کا لٹریچر فروخت ہوا۔ اور کثیر تعداد افراد تک زبانی پیغام پہنچایا۔

(۶) الانور:۔ ۱۵۰۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا ایک بُک اسٹال لگایا /۲۶۰ روپے کی کتب فروخت ہوئیں ہزاروں افراد تک پیغام حق پہنچایا۔

(۷) کڈلکلم:۔ تقسیم لٹریچر ہزار سے زائد کی تعداد میں۔ فروخت کتب /۵۰۴ روپے اور زبانی تبلیغ کی۔

(۸) پلی پورم:۔ ۵۰۰ سے زائد افراد کو لٹریچر دیا ۵ خطوط لکھے گئے ایک بُک اسٹال لگایا۔ /۱۶۰ روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔ ۱۵۰۰ افراد کو تبلیغ کی۔

(۹) کالیکٹ:۔ ۵۶۰۴ افراد تک لٹریچر تقسیم کیا۔ جماعت کے ۱۵ گروپ بنا کر تبلیغ کا حق ادا کیا اس پروگرام کی بذریعہ ریڈیو خبر نشر ہوئی۔

(۱۰) پینگاڈی:۔ ایک بُک اسٹال لگایا گھروں پر دعوت کا اہتمام کیا /۵۰ ۵۱۹ روپے کی کتب فروخت ہوئیں۔ ۳ مقامات پر تبلیغی جلسے کئے۔

(۱۱) کوچین:۔ ایک بُک اسٹال لگایا۔ ایک تبلیغی جلسہ کیا۔ ۳۰ مساجد کے اماموں کو تبلیغی خطوط لکھے /۲۲۴ روپے کی کتب فروخت ہوئیں ۵۰۰ افراد کو تبلیغ کی۔

(۱۲) ارناکلم:۔ ایک بُک اسٹال لگایا /۲۵ روپے کی کتب فروخت ہوئیں ۲۰۰۰ کی تعداد میں لٹریچر تقسیم کیا گیا۔

(۱۳) کوڈالی:۔ تقسیم لٹریچر ۱۰۰۰ کی تعداد میں، ایک بُک اسٹال لگایا /۳۱۳ ۵۰ روپے کی کتب فروخت ہوئیں ۲۰۰۰ افراد تک پیغام حق پہنچایا۔

(۱۴) پلور تھی:۔ ۲۰۰۰ افراد تک لٹریچر پہنچایا۔ ایک بُک اسٹال لگایا ایک تبلیغی جلسہ کیا ۴ گروپوں نے شہر میں فریضۂ تبلیغ ادا کیا۔

(۱۵) مورپاکنی:۔ تقسیم لٹریچر ۱۰۰۰ کی تعداد میں۔ ایک بُک اسٹال لگایا /۱۰۰ روپے کی کتب فروخت ہوئیں ۲۰۰ گھروں میں جا کر پیغام حق پہنچایا۔

(۱۶) کوڈیا تھور:۔ لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ بُک اسٹال لگائے گئے /۷۵ ۷۸۶ روپے کا لٹریچر فروخت ہوا احباب جماعت مرد و زن نے ۴ گروپوں میں تقسیم ہو کر ۱۰۰ گھروں میں جا کر ۱۰۰۰ افراد تک پیغام حق پہنچایا۔

(۱۷) موالوپوزہ:۔ تین وفود نے تبلیغی دوروں میں حصہ لیا ایک تبلیغی جلسہ کیا گیا /۱۵۰ روپے کا لٹریچر فروخت ہوا۔

(۱۸) آتیرا پورم:۔ ۴ افراد پر مشتمل قافلہ گرد و نواح میں تبلیغ کے لئے گیا ایک عارضی بُک اسٹال لگایا /۱۵۶ روپے کا لٹریچر فروخت ہوا۔

(۱۹) کاکاناڈ:۔ /۷۵ افراد نے یوم تبلیغ کے پروگراموں میں حصہ لیا۔

صوبہ تامل ناڈو:۔ (۱) شواکاشی:۔ ۵۰ افراد کو زبانی و بذریعہ لٹریچر پیغام حق پہنچایا۔

(۲) میلاپالیم:۔ ۱۵۲۵ افراد تک لٹریچر تقسیم کیا۔ ایک بُک اسٹال لگایا ۳۰۰ افراد تک زبانی پیغام حق پہنچایا۔

(۳) مدراس:۔ ۵۰۰۰ افراد تک زبانی و بذریعہ لٹریچر پیغام حق پہنچایا۔

صوبہ مدھیہ پردیش:۔ (۱) اٹارسی:۔ ایک بُک اسٹال لگایا ۲۵ تبلیغی خطوط لکھے اور ۲۰۰ گھروں میں جا کر پیغام حق پہنچایا۔

(۲) بھیڑا:۔ تمام افراد جماعت نے یوم تبلیغ کے پروگراموں میں حصہ لیا اور بکثرت افراد تک پیغام حق پہنچایا۔ (باقی آئندہ)

بقیہ خطبہ جمعہ صفحہ ۸

واضح اور روشن نشانات ہیں اور باقی ماندہ آثار ہیں آپ کا گھر ہے جس میں آپ کی مسجد تھی وہاں ایسے کمرے ہیں جن کے درمیان خدا تعالیٰ کی طرف سے نور نازل ہوتا تھا جس سے روشنی حاصل کی جا سکتی تھی وہاں ایسے آثار ہیں جو بظاہر اگرچہ کچھ بوسیدہ ہو گئے مگر ان میں موجود روشن نشانات نہیں مٹے بلکہ مسلسل نکھرتے چلے جا رہے ہیں وہاں میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی یادگاریں دیکھیں اور آپ کی وہ قبر دیکھی جس میں لحد بنانے والے نے آپ کو مٹی میں چھپا دیا۔

پس سب سے زیادہ ذکر کرنے والا وجود جو کائنات میں کبھی پیدا ہوا جو اپنے رب کی یاد میں مجسم یاد بن گیا وہ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم تھے اور خود آپ مجسم ذکر بن گئے اور وہ تمام صفات حسنہ خدا سے آپ نے پالیں جو ذکر کو ابدیت بخشتی ہیں جو ذکر کو ہمیشہ کے لئے زندہ کرتی ہیں پس صلّوا علیہ و سلموا تسلیماً اے تمام لوگو جو اللہ کے ذکر کی توفیق پاتے ہو اس ذکر کے ساتھ سب سے بڑے ذکر کرنے والے محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کو بھی یاد کر لیا کرو۔ وسبحوہ بکرۃً و اصیلاً اور صبح بھی اس پر درود بھیجا کرو اور رات کو بھی درود بھیجا کرو۔

درخواست ہائے دُعا

دار المسیح میں حضرت ام طاہر صاحبہؓ کے مکان کی از سر نو تعمیر کی جا رہی ہے۔ مکان سے پرانی اینٹیں بہت زیادہ تعداد میں نکلی ہیں جنہیں رات دن وقار عمل کے ذریعہ قادیان کے خدام قائد مجلس مکرم حاجی رشید الدین صاحب پاشا کی نگرانی میں باوجود رمضان ہونے کے بڑی محنت سے دار المسیح سے باہر نکال رہے ہیں۔ احباب کرام دُعا کریں کہ اللہ ان سب خدام کی بے لوث خدمت کو قبول فرمائے۔

حضرت اُم طاہر صاحبہؓ کے مکان کی از سر نو تعمیر کا یہ کام مکرم چوہدری عبد الرشید صاحب آرکیٹکٹ لندن کی ہدایات و مکرم رشید احمد صاحب انجینئر ربوہ کی زیر نگرانی کیا جا رہا ہے۔ احباب کرام سے ان دونوں مخلصین خدام سلسلہ کی صحت و سلامتی و مقبول خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے درخواست دُعا ہے۔ (ادارہ)

● — خاکسار کی بیٹی عزیزہ عطیۃ القدوس صاحبہ کے H.S.E - II کے امتحان میں نمایاں کامیابی اور مزید حصول علم کیلئے مشکلات آسان ہونے کیلئے احباب سے درخواست دُعا ہے (میر عبد الرحمٰن بارہ پورہ)

● — مکرم احمد اسماعیل صاحب آف کویت اپنے اور اہل و عیال کی صحت و سلامتی دینی و دنیوی ترقیات کیلئے احباب جماعت سے درخواست دُعا کرتے ہیں۔ (رفیق احمد مینیجر بدر)

● — مکرم محمد فیروز الدین صاحب انور آف کلکتہ اپنی جملہ پریشانیوں کے ازالہ کیلئے۔ اپنے افراد خاندان کی دینی و دنیوی ترقیات کے لئے احباب کرام سے درخواست دُعا کرتے ہیں (ادارہ)

● — خاکسار اپنے والدین کی صحت و سلامتی و شفایابی اور اپنے و اپنے بھائیوں کے کاروبار میں برکت اور بہن بھائیوں کی دینی و دنیوی ترقیات کیلئے احباب کرام سے درخواست دُعا کرتی ہے۔ (سیدہ امۃ الشکور سونگڑہ)

ولادت

اللہ تعالیٰ نے میری بڑی بیٹی عزیزہ فرزانہ ناصرین اہلیہ مکرم عبد الحلیم صاحب غزالی آف انڈونیشیا کو ۲۸/۱۲/۹۳ کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ جس کا نام حضور اقدس نے حسبان احمد حلیم تجویز فرمایا ہے بچہ وقف نو کی تحریک میں وقف ہے۔ زچہ و بچہ کی صحت و سلامتی اور بچہ کے نیک صالح خادم دین بننے کیلئے احباب کرام سے درخواست دُعا ہے (اعانت بدر /۵۰ روپے) (نسیم اختر گنائی اہلیہ مکرم عبد الرشید صاحب گنائی بھارواہ)

خلاصہ خطبہ جمعہ —— بقیہ صفحہ اوّل

فرمایا پانچ وقت کی نماز قائم کرنا یہ قرآن کریم کے پیغامات کی جان ہے۔ اگر مسلمان اس پر قائم ہو جائیں تو اللہ کے فضل سے دنیا میں مسلمانوں کی اصلاح کا ایسا نظام جاری ہوگا کہ اسلام کو کھوئی ہوئی ظاہری شان و شوکت بھی مل جائے گی کیونکہ اس کا تعلق اندرونی روحانی شوکت سے ہے۔ پس آپ اپنی اندرونی عظمت کے پیچھے دوڑیں۔ اور اسے سنواریں۔

حضور نے جمعہ کی عظمت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اوّل تو ہر جمعہ باجماعت ادا کریں۔ اگر مجبوری ہے تو کم از کم تین جمعے اکٹھے ناغہ نہ کریں۔ خواہ چھٹی لینی پڑے، چھٹی لے کر پڑھیں۔

فرمایا کہ جمعہ کے دن کا شفاعت سے بھی تعلق ہے۔ اور جو شفاعت چاہتے ہیں اُن کے لئے بھی ضروری ہے کہ جمعہ کے ساتھ خاص تعلق جوڑیں۔ اگر اس مضمون کو سمجھ کر اس کی عظمت قائم کرنے کی کوشش کرتے ہوئے دُعائیں کریں گے تو اللہ مدد فرمائے گا۔

حضور نے فرمایا جمعے کا دن جماعت کی تاریخ میں ایک خاص برکت کا دِن ہے۔ اور آج کے جمعے کی برکت تاریخ سے اور خدا کی سُنّت سے جو اِس دَور میں جاری ہوئی، ثابت ہے۔ وہ اِس طرح کہ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم نے سورج چاند گرہن کے متعلق جو پیشگوئی فرمائی تھی وہ اس بات کی علامت تھی کہ جس مہدی کے متعلق آسمان گواہی دے گا اس کی جماعت کے متعلق قرآن میں ذکر ملتا ہے کہ یہ وہ لوگ ہیں جو آخرین میں آنے کے باوجود اوّلین سے مِل جائیں گے۔

چاند سورج گرہن کی تفصیل بیان کرتے ہوئے حضور نے فرمایا کہ اس پیشگوئی کے پورا ہونے پر سو سال گزر گئے ہیں۔ اور یہ رمضان سو سال کے بعد ان پیشگوئیوں کے نشان ہم تک لایا ہے اور جمعے نے اس میں خاص کردار ادا کیا ہے۔ اور جمعہ جماعتِ احمدیہ کے لئے غیر معمولی برکتیں لانے کے لئے مقدر ہو چکا ہے۔ اگر جماعتِ احمدیہ جمعے کا احترام نہ کرے تو بڑی بدنصیبی ہوگی۔

فرمایا جو برکتیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام پہ بارش کی طرح برسیں اور سحر کی حالت برپا کر دی ان کی یادوں سے مست ہو کر یہ دَور ہم گزار رہے ہیں۔ پس آج میں آپ کو دعوت الی اللہ کے لئے بُلاتا ہوں۔ آپ کو یاد دلاتا ہوں ایسے ہی دنوں میں دعوت اِلی اللہ کا پیغام شروع ہوا تھا۔ ہر چھوٹا بڑا تبلیغ میں مصروف ہو گیا اور باوجود مخالفتوں کے جماعتیں بڑی تیزی کے ساتھ بڑھیں۔

فرمایا، پس جب خدا برکتوں کی یادیں دُہرا رہا ہے۔ صحابہؓ کے دِلوں کی سی کیفیت ہمارے دِلوں میں پیدا کر رہا ہے اسی جذبہ کے ساتھ آپ دعوت الی اللہ کریں۔ اور کوئی پروا نہ کریں کہ دُشمن کیسے روڑے اٹکاتا ہے یا تکلیف محسوس کرتا ہے۔ دُشمن حسد اور غضب کی آگ میں جل رہا ہے یہ اس کا مقدر ہے۔ اور جماعت کے مقدر میں خدا نے بڑھنا مقرر کر دیا ہے۔ اُس کے فضل کو کون روک سکتا ہے۔ وہ تو بڑھتے جائیں گے۔

فرمایا ہم ہی ہیں جو ان صحابہؓ کے نقشِ قدم پر چلنے کی کوشش کر رہے ہیں جن کو آخر میں ہونے کے باوجود اوّلین سے ملایا گیا تھا۔ اور ہم ہی وہ خوش نصیب ہیں جو ۱۰۰ سال بعد پیدا کئے گئے جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سو سالہ تاریخ دُہرائی جا رہی ہے۔ وہ ساری برکتیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السّلام کو خدا نے عطا کرنا شروع کی تھیں اسی دَور سے تعلق رکھتی تھیں اور ہم سب اس میں شریک ہیں۔ دُعا کرنی چاہیئے کہ ہم میں سے ہماری تعداد ایسی ہو جو ۱۹۸۲ء سے لے کر کم از کم ۲۰۰۸ء تک، زندہ رہ کر اللہ کے فضلوں کے گواہ بنتے رہیں۔ وفا کے ساتھ اِس راہ میں قدم بڑھاتے جائیں۔ میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ہر آنے والا دِن۔ ہفتہ۔ مہینہ۔ سال برکتیں لے کر آئے گا۔

پس خدا کی حمد کرتے ہوئے حضرت محمد مصطفےٰ صلّی اللہ علیہ وسلم پر دُرود پڑھتے ہوئے آگے بڑھتے جاؤ۔ کوئی نہیں جو تمہاری راہ روک سکے۔

ولادت

خاکسار کے بیٹے عزیزم مولوی طاہر احمد صاحب چیمہ مدرس مدرسہ احمدیہ قادیان کو اللہ تعالےٰ نے ۱۵ فروری ۱۹۹۴ء کو بیٹا عطا فرمایا ہے جو زیر نمبر B ۲۹۴۹ تحریکِ وقفِ نَو میں شامل ہے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالےٰ نے نومولود کا نام —— "طلحہ احمد چیمہ" تجویز فرمایا ہے۔ نومولود مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش مرحوم کا پوتا اور مکرم ذوالفقار احمد صاحب دکاندار قادیان کا نواسہ ہے۔ نومولود کے صحت مند، نیک صالح اور خادمِ دین بننے کے لئے درخواستِ دُعا ہے۔

خاکسار:- بشیر بیگم بیوہ مکرم چوہدری منظور احمد صاحب چیمہ درویش مرحوم قادیان

واقفینِ نَو اور مختلف زبانوں کی تعلیم و تدریس

از مکرم ڈاکٹر شمیم احمد صاحب انچارج شعبہ وقفِ نَو، لندن

واقفینِ نَو کے والدین کو اس بات کا علم ہوگا کہ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے وقفِ نَو کے تحت وقف بچوں کی تعلیم و تدریس کے لئے اپنے خطبات میں ہدایات جاری فرمائی ہوئی ہیں۔ اُمید ہے والدین ان ہدایات سے آگاہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ جولائی ۱۹۹۳ء میں بھی زبانوں کی تعلیم و تدریس کے متعلق عمومی طور پر ہدایات دی گئی تھیں۔ انٹرنیشنل شوریٰ کے موقعہ پر بھی پیارے آقا نے نمائندگانِ شوریٰ کو اس بارے میں تفصیلی ہدایات سے نوازا ہے تاکہ وہ اپنے اپنے ملک میں اُن پر عمل پیرا ہو سکیں۔ اس کے علاوہ حال ہی میں حضور انور نے خاکسار کو مختلف زبانوں کے متعلق ہدایات فرمائی ہیں کہ کس طرح کام ہونا چاہیئے۔ اس لئے ضروری خیال کیا گیا ہے کہ ان ہدایات کو خلاصہ کی صورت میں والدین کے سامنے پیش کیا جائے تاکہ وہ اُن پر عمل پیرا ہو سکیں۔

اس ضمن میں پہلی بات یہ ہے کہ یہ لازمی نہیں ہوگا بلکہ ممکن بھی نہیں ہوگا کہ سارے بچّے جامعہ احمدیہ میں تعلیم کے لئے داخل ہو کر باقاعدہ مُربّی اور مبلّغ بن سکیں۔ حضور انور نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہمیں مبلّغین کے علاوہ زبانوں کے ماہر، اساتذہ، ڈاکٹر اور زندگی کے دیگر شعبہ جات سے تعلق رکھنے والے واقفین درکار ہوں گے۔ اس لئے والدین کو ابھی سے ان خطوط پر سوچنا چاہیئے اور اس بات کا جائزہ لیتے رہنا چاہیئے کہ ان کے حالات اور بچّے کے رجحانات کے مطابق کون سا شعبہ تعلیم بہتر رہے گا۔

اس مقصد کے لئے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ارشاد فرمایا تھا کہ ہر ملک میں ایک کیریئر پلاننگ کمیٹی مقرر کی جائے جس میں ماہرینِ تعلیم، اساتذہ، زبانوں کے ماہر، اور دیگر پیشوں سے تعلق رکھنے والے ماہرین شامل ہوں جو بچوں کے رجحان اور ملکی حالات، اور جماعت کی آئندہ ضروریات کو مدّنظر رکھ کر والدین اور جماعت کی راہنمائی کر سکیں۔ بعض ممالک سے اس طرح کی کمیٹی مقرر ہونے کی اطلاع موصول ہو چکی ہے۔ والدین اپنے اپنے ملک کے امیر صاحب یا سیکرٹری وقفِ نَو کی وساطت سے جو طریقِ کار وضع کیا گیا ہو اس کے مطابق اس کمیٹی سے مشورہ لے سکتے ہیں۔

مختلف زبانوں کے سیکھنے کے متعلق جو ہدایات حضور انور نے ارشاد فرمائی ہیں اُن کے مطابق اوّلین حیثیت تین زبانوں کی ہے۔ یعنی عربی، اُردو اور انگریزی یہ تینوں زبانیں تمام واقفین کے لئے سیکھنی لازمی ہیں۔ خواہ انہوں نے مبلّغ بننا ہو، یا زبانوں کے ماہر۔ ڈاکٹر بننا ہو یا زندگی کے کسی اور شعبہ سے منسلک ہونا ہو۔ ان زبانوں کی ضرورت اور اہمیت پر حضور انور اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۲ جولائی ۱۹۹۳ء میں تفصیل سے روشنی ڈال چکے ہیں۔

ان تین زبانوں کے علاوہ جرمن اور فرانسیسی زبانیں بھی اہمیت کی حامل ہیں۔ اُمید ہے کہ جرمنی، فرانس اور ماریشس کے واقفین ان زبانوں کی ضروریات کو پورا کر سکیں گے۔ انشاءاللہ۔

مندرجہ بالا زبانوں کے علاوہ حضور پُرنور کی خصوصی توجہ روسی۔ چینی۔ ہنگری۔ رومانیہ۔ یوگوسلاویہ۔ سپینش اور قدیم قبائلی زبانوں (ABORIGINAL) زبانوں جیسے ریڈ انڈین یا آسٹریلیا کے قدیم باشندوں کی زبان کی طرف ہے۔ پیارے آقا نے اِس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ واقفینِ نَو بچپن سے ہی ان زبانوں کو سیکھیں۔ اس طرح کہ ان کی سوچ و بچار ان زبانوں میں ہو۔ ان زبانوں میں اعلیٰ تعلیم حاصل کریں اور جب عملی زندگی میں داخل ہوں تو وہ ان زبانوں کے ماہرین بن چکے ہوں۔ اور اس ذریعہ سے اسلام اور احمدیّت کی سربلندی کے لئے کام کریں۔ کیونکہ حضور انور کی پُرفراست نگاہیں دیکھ رہی ہیں کہ وہ وقت آنے والا ہے کہ جب جماعت کو ان زبانوں کے بے شمار ماہرین کی ضرورت پڑنے والی ہے۔ اِس لئے ان زبانوں کے ماہرین کی تیاری اس وقت حضور انور کی واقفینِ نَو کے متعلق ترجیحات میں سے اہم ترین ہے۔

اِس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے واقفین کے والدین کو چاہیئے کہ وہ اِس بات کا جائزہ لیں کہ اُن کے ملک میں ملکی زبانوں کے علاوہ سکولوں میں کون کون سی زبانیں اختیاری مضامین کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں۔ مثلاً انگلستان میں فرانسیسی، جرمن، سپینش اور بعض سکولوں میں رُوسی اور اُردو زبانیں مڈل سکولوں میں پڑھانا شروع کر دیتے ہیں۔ اس طرح ہر ملک میں والدین جائزہ لیں کہ مندرجہ بالا زبانوں میں سے کون کون سی زبانیں ان کے علاقہ کے سکولوں میں اختیاری مضمون کے طور پر پڑھائی جاتی ہیں۔ جب ان کا بچہ اِس سطح پر پہنچ جائے کہ اس نے اختیاری مضمون کا انتخاب کرنا ہو تو وہ مندرجہ بالا زبانوں میں سے ایک کا انتخاب کرے اور پھر اس زبان کو اس طرح اپنا لے کہ وہ اس میں اعلیٰ تعلیم مثلاً ایم۔ اے یا پی۔ ایچ۔ ڈی کی ڈگریاں حاصل کرے۔

اِس ضمن میں ایک اہم گزارش یہ بھی ہے کہ والدین اپنے علاقہ کے (آگے مسلسل صفحہ ۱۲ کالم ۱، ۲ پر)

سکولوں کا جائزہ لینے کے بعد جب کسی زبان کا فیصلہ کریں کہ انہوں نے اپنے بچّوں کو اس کی اعلیٰ تعلیم دلوانی ہے تو اپنے اس فیصلہ کی اطلاع براہِ راست حضور انور کی خدمت اقدس میں پیش کریں تاکہ وہ حضور انور کی دُعاؤں کو حاصل کرنے والے ہوں ۔ اور سیدنا حضور انور کو اطمینان حاصل ہو کہ والدین حضور انور کی ہدایات پر عمل پیرا ہیں اور حضور کی تمناؤں کی تکمیل کے لئے کوشاں ہیں ۔

زبانوں کے سلسلہ میں ایک اور اہم ذریعۂ تدریس، شام کی کلاسیں ہیں ۔ بعض ممالک میں مختلف تعلیمی ادارے شام کے وقت ہفتہ میں ایک دِن دو گھنٹے پڑھائی کرواتے ہیں ۔ مثلاً انگلستان میں تقریباً ہر زبان کی تعلیم و تدریس اس ذریعہ سے ہو رہی ہے اور بڑے مؤثر طریق پر لوگ زبانیں سیکھتے ہیں ۔ ان کلاسوں میں عمر کی کوئی پابندی نہیں جو چاہے داخلہ لے سکتا ہے ۔ اور معمولی سالانہ فیس لی جاتی ہے ۔ ان کلاسوں کے بعد طلباء ان زبانوں میں امتحان دے کر اعلیٰ تعلیم بھی حاصل کر سکتے ہیں ۔ والدین کی خدمت میں درخواست ہے کہ اپنے اپنے شہروں اور علاقوں میں اس قسم کی کلاسوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں ۔ اور جب اُن کا بچہ اس قابل ہو تو اِس طریق سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے ۔

ایک بات یہ بھی ضروری ہے کہ بعض والدین خیال کر سکتے ہیں کہ اِس طرح بہت سی زبانیں بچوں کو سکھانے سے اُن کے ذہن پر بوجھ پڑ سکتا ہے ۔ یا زبانیں سیکھنا مشکل ہو سکتا ہے ۔ اِس ضمن میں یہ عرض ہے کہ ایسا ہرگز نہیں بلکہ تجربات سے ثابت شدہ ہے کہ بچّوں میں بیک وقت ایک سے زیادہ زبانیں سیکھنے کی اہلیت ہوتی ہے ۔ ان میں یادداشت کا ملکہ زیادہ ہوتا ہے ۔ اور احسن طور پر زبانیں سیکھ سکتے ہیں اور بچپن کی سیکھی ہوئی زبانیں زیادہ یاد رہتی ہیں ۔ البتہ بڑی عمر میں یہ کام مشکل ہو جاتا ہے ۔

خدا کرے والدین ابھی سے ان خطوط پر سوچنا شروع کر دیں ۔ اور بچّوں کی صحیح رہنمائی کر سکیں ۔ تاکہ یہ بچے بڑے ہو کر پیارے آقا کی توقعات پر پُورا اتر سکیں ۔ اور والدین اور حضور انور کے لئے قرۃ العین ہوں ۔

اِس سلسلہ میں اگر کوئی مفید تجاویز ہوں یا کِسی کے ذہن میں کوئی سوال پیدا ہو تو خاکسار سے لندن مشن کے پتہ پر خط و کتابت کر سکتے ہیں ۔

اِمتحان دینی نصاب سال ۹۴-۹۵

تمام مبلغین و معلمین کا امتحان دینی نصاب ۱۵ مئی کو ہوگا ۔ نصاب درج ذیل ہے

(الف) برائے مبلغین : تبلیغ ہدایت (مصنفہ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم. اے)

(ب) برائے معلمین : دینی معلومات کا بنیادی نصاب مکمل (مرتبہ مکرم حبیب اللہ خان صاحب) مطبوعہ از مجلس انصار اللہ بھارت ۔

(ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

نیشنل سیکرٹری وقفِ نَو بھارت

احبابِ جماعت کی آگاہی کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ مکرم وحید الدین صاحب شمس کو "نیشنل سیکرٹری وقفِ نَو بھارت" مقرر کیا گیا ہے ۔ لہٰذا تحریک "وقفِ نَو" سے متعلق جملہ خط و کتابت مندرجہ ذیل پتہ پر فرمائیں :-

مکرم وحید الدین صاحب شمس ۔ نیشنل سیکرٹری وقفِ نَو بھارت ۔
محلہ احمدیہ ۔ قادیان - ۱۴۳۵۱۶ ضلع گورداسپور (پنجاب)

وکیل الاعلیٰ تحریکِ جدید قادیان

دَورہ مکرم مظفر اقبال صاحب چیمہ نائب ناظم وقفِ جدید

احبابِ جماعت صُوبہ آندھرا پردیش کو اطلاع دی جاتی ہے کہ مکرم مظفر اقبال صاحب چیمہ نائب ناظم وقفِ جدید ۲۲ر مارچ ۹۴ء سے آندھرا پردیش کی جماعتوں کا وقفِ جدید کے نئے بجٹ کی تشکیل اور وصولی چندہ کے سلسلہ میں دورہ کر رہے ہیں ۔ احباب اُن کے ساتھ تعاون فرمائیں ۔

ناظم وقفِ جدید قادیان

ارشادِ نبوی ؐ
الصَّبْرُ رِضًا
(صبر راضی بقضا ہونے کا نام ہے)
:- (منجانب) :-
یکے از اراکین جماعتِ احمدیہ بمبئی

طالبانِ دُعا :-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
امینگولین کلکتہ - ۱۰۰۰۱

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ - ربوہ - پاکستان
PHONE No. 04524 - 649.
پروپرائیٹر :-
سیف احمد کامران
حاجی شریف احمد

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
لُتھرا جیولرز
M/S PARVESH KUMAR S/O SHRI GIRDHARI LAL
GOLDSMITH, MAIN BAZAR, QADIAN-143516

POULTECH CONSULTANT & DISTRIBUTORS
DEALERS IN :- DAY OLD BROILER CHICKS, POULTRY FEED. MEDICINES & ALL TYPES OF POULTRY EQUIPMENTS.
OFFICE/RESIDENCE :- 58 - ISHRAT MANZIL, NEAR POLICE STATION, WAZIR GUNJ, LUCKNOW - 226018.
PHONE :- 245860.

C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339. (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SO LIGHT.

Soniky
HAWAI
A Treat for your feet
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
34. A - RABENDRA CHANDRA DEY ROAD, CALCUTTA - 15.

YUBA
QUALITY FOOT WEAR
باقی پولیمرز
کلکتہ - ۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبر :-
43 — 4028 — 5137 — 5206